46

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

15 دسمبر 2004ء — 2 ذی قعدہ 1425ھ

www.tanzeem.org

اس شمارے میں

امام کعبہ کا فکر انگیز خطاب......

انفاق فی سبیل اللہ

مظلوم اقوام کی مقتل گاہ

تاریخ تحریکات احیائے اسلام (69)

اگر ہم مومن ہوتے!

وردی اور ٹرسٹ وردی

امت مسلمہ کا زوال، اسباب وسد باب

تنظیم اسلامی کی دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

اللہ تعالیٰ کا سچا وعدہ

اگر خدا تعالیٰ کا وعدہ یہی تھا کہ میں زبان سے مسلمان کہلانے والوں کو عزت دوں گا تو ہمیں مسلمانوں کی ذلت پر یقیناً تعجب ہونا چاہئے لیکن حقیقت حال یہ نہیں ہے واقعہ یہ ہے کہ نہ خدا نے یہ وعدہ کیا' نہ خدا اپنے وعدہ سے پھرا' نہ قرآن کریم کے احکام بدلے بلکہ مسلمان خود بدل گئے اور اسی لئے ناکام ہیں۔ خدا نے تو پہلے ہی دن مسلمانوں کو یہ تنبیہ فرمائی تھی: ''خدا نے آج تک تو اس قوم کی حالت نہیں بدلی نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا''۔ (سورہ رعد: 110)

اب اگر اس صاف اعلان کے باوجود خدا مسلمانوں کو ذلیل نہ کرتا تو یہ موجب تعجب تھا اور خدا کے عدل وانصاف کے بھی خلاف تھا۔ میں پوچھتا ہوں' کیا یہ اچھی بات ہوگی کہ خدا نااہل کو عزت دے۔ ہل چلائے اور بیج بوئے بغیر فصلیں پکا دے؟ اور کوشش کئے بغیر کامیابی عطا فرمائے اور اعمال کے بغیر امداد دے؟ اگر ایسا ہوتا تو تمام لوگ سستی اور کاہلی پر فدا ہو جاتے' اپنے اپنے کاموں کو چھوڑ دیتے اور بستروں پر ڈٹ کر لیٹ جاتے۔ اگر ایسا ہوتا تو یہ قانون قدرت کے جس پر خدا نے تمام کائنات کو قائم کیا ہے' خلاف ہوتا اور اس کے بعد حق وباطل اور نفع اور نقصان میں کوئی فرق باقی نہ رہتا' مگر یاد رکھئے کہ خدا اس قسم کے ظلم سے پاک ہے۔

اگر خدا کسی انسان کو بغیر کوشش اور محنت کے امداد دیتا تو اپنے رسول حضرت محمد ﷺ کو لڑائیاں کئے بغیر فتح مند کر دیتا اور ظاہری ساز وسامان کے بغیر دشمنوں پر کامیابی عطا فرماتا' مگر تم جانتے ہو کہ ایسا نہیں ہوا۔ خدا نے انہیں بھی پوری طرح آزمایا اور پھر کامیابی عطا فرمائی تھی' لیکن اس کے خلاف تم ذرا اپنی حالت کو بھی دیکھو' تمہارے پاس خدا کی نعمت کے سو حصے موجود ہوتے ہیں' مگر تم سو میں سے ایک یا دو حصے بھی خدا کی راہ میں نہیں دیتے اور خواہش یہ رکھتے ہو کہ خدا تمہیں بھی وہی عزت اور وہی نصرت عطا کرے جو تمہارے ان باپ داداؤں کو حاصل ہوئی تھی۔ جو سو کے سو' یا کم از کم ستر' خدا کی راہ میں قربان کر دیتے تھے۔ یاد رکھو! ایسا کبھی نہیں ہو سکتا' خدا کبھی ایسا نہیں کرتا۔ یہ اس کے عہد کے خلاف' عقل اور منطق کے خلاف ہے۔ خدا نے مومنوں کے ساتھ کبھی یہ شرط نہیں کی تھی' خدا نے مسلمانوں کے ساتھ کبھی یہ سودا نہیں کیا تھا' خدا کا وعدہ جو کچھ بھی ہے' صرف یہ ہے کہ: ''اللہ نے مومنوں سے ان کے نفس اور مال جنّت کے بدلے خرید لئے ہیں۔ وہ اللہ کی راہ میں لڑتے' مارتے اور مرتے ہیں۔ اُن سے (جنت کا وعدہ) اللہ کے ذمے ایک سچا وعدہ ہے جو تورات' انجیل اور قرآن میں ہے' اور کون ہے جو اللہ سے بڑھ کر اپنے عہد کا پورا کرنے والا ہو؟''

ماخذ: اسباب زوال امت

علامہ شکیب ارسلان

ڈاکٹر اسرار احمد

سورۃ آل عمران (آیت 130 تا 136)

بسم اللہ الرحمٰن الرَّحیم

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَاۡكُلُوا الرِّبٰۤوا اَضۡعَافًا مُّضٰعَفَةً وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ (١٣٠) وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیۡۤ اُعِدَّتۡ لِلۡكٰفِرِیۡنَ (١٣١) وَاَطِیۡعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوۡلَ لَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ (١٣٢) وَسَارِعُوۡۤا اِلٰى مَغۡفِرَةٍ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ وَجَنَّةٍ عَرۡضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالۡاَرۡضُۙ اُعِدَّتۡ لِلۡمُتَّقِیۡنَ (١٣٣) الَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالۡكٰظِمِیۡنَ الۡغَیۡظَ وَالۡعَافِیۡنَ عَنِ النَّاسِؕ وَاللّٰهُ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ (١٣٤) وَالَّذِیۡنَ اِذَا فَعَلُوۡا فَاحِشَةً اَوۡ ظَلَمُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسۡتَغۡفَرُوۡا لِذُنُوۡبِهِمۡ وَمَنۡ یَّغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ اِلَّا اللّٰهُ ۟ وَلَمۡ یُصِرُّوۡا عَلٰى مَا فَعَلُوۡا وَهُمۡ یَعۡلَمُوۡنَ (١٣٥) اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمۡ مَّغۡفِرَةٌ مِّنۡ رَّبِّهِمۡ وَجَنّٰتٌ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡهَا وَنِعۡمَ اَجۡرُ الۡعٰمِلِیۡنَ (١٣٦)﴾

اور (دوزخ کی) آگ سے بچو جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ اور اللہ اور اس کے
''اے ایمان والو! دگنا چوگنا سود نہ کھاؤ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تاکہ نجات حاصل کرو۔
رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحمت کی جائے۔ اور اپنے پروردگار کی بخشش اور بہشت کی طرف لپکو جس کا عرض آسمان اور زمین کے برابر ہے اور جو پرہیزگاروں کے لئے تیار
کی گئی ہے۔ جو آسودگی اور تنگی میں (اپنا مال اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں اور غصے کو روکتے ہیں اور لوگوں کے قصور معاف کرتے ہیں۔ اور اللہ نیکوکاروں کو دوست رکھتا
ہے۔ اور وہ کہ جب کوئی کھلا گناہ یا اپنے حق میں کوئی اور برائی کر بیٹھتے ہیں تو اللہ کو یاد کرتے اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں اور اللہ کے سوا گناہ بخش بھی کون سکتا ہے؟ اور
جان بوجھ کر اپنے افعال پر اڑے نہیں رہتے۔ ایسے ہی لوگوں کا صلہ پروردگار کی طرف سے بخشش اور باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں (اور) وہ اس میں ہمیشہ بستے رہیں
گے اور (اچھے) کام کرنے والوں کا بدلہ بہت اچھا ہے۔''

اے اہل ایمان! دگنے پر دگنا سود (Compound interest) مت کھاؤ۔ یہ پہلی آیت ہے جو سود کی حرمت میں نازل ہوئی۔ ہاں اس سے پہلے ایک مکی
سورت سورۃ الروم میں سود کو انفاق فی سبیل کے مقابل رکھ کر اُس کی قباحت اور شناعت واضح کر دی گئی تھی (آیت: 39)۔ یہ وہ سود ہے جس میں شرح سود بہت زیادہ
ہوتی ہے اسے Usury کہتے ہیں۔ آج کل وہ سود جو لوگ ذاتی مسائل کے لئے لیتے ہیں اُس پر بڑی بھاری شرح طے کی جاتی ہے اور لوگوں کا خون چوسا جاتا ہے۔ تو
یہاں پہلے اُس سود کی مذمت آئی ہے۔ آخری حکم اُس سود کا ہے جو بیع کے اندر ہے۔ یہ حکم 9 ہجری میں نازل ہوا۔ لیکن ترتیب مصحف میں وہ سورۃ البقرہ میں ہے۔
سود کی مذمت کی یہ آیت یہاں کیوں آئی۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جب 35 تیر انداز درہ چھوڑ کر چلے گئے تھے تو ان کے تحت الشعور میں کہیں مال غنیمت کی طلب تھی
جو نہیں ہونی چاہئے تھی۔ سود خوری کے پیچھے بھی مال کی محبت ہی کا جذبہ ہوتا ہے اور یہ سود کھانے والے کے کردار میں بڑے بڑے خلا پیدا کر دیتا ہے۔ لہٰذا یہاں سود کی
ممانعت کر دی اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا تاکہ تم فلاح پاؤ۔
بچو اس آگ سے جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ اور دوڑو اپنے رب کی مغفرت اور
جنت کے حصول کے لئے، وہ جنت کہ جس کا پھیلاؤ آسمان اور زمین جتنا ہے، وہ تیار کی گئی ہے (سجائی اور سنواری گئی ہے) اہل تقویٰ کے لئے۔
اب سود کھانے کے مقابلے میں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کا ذکر ہے کہ یہ متقی لوگ وہ ہیں جو خوش حالی میں بھی اور تنگ دستی میں بھی خرچ کرتے ہیں چاہے
خود تکلیف میں ہوں، اور وہ لوگ جو اپنے غصے کو پی جانے والے ہیں اور لوگوں کی خطاؤں سے درگزر کرتے ہیں، انہیں معاف کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ تو ایسے ہی
نیکوکاروں کو پسند کرتا ہے۔ یہ احسان کا درجہ ہے جو اسلام اور ایمان کے بعد اگلا درجہ ہے۔
اور یہ وہ لوگ ہیں کہ ان میں سے کسی سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے یا کوئی کھلا گناہ یا بے حیائی کا ارتکاب کر بیٹھیں یا اپنے اوپر کوئی ظلم کر گزریں تو انہیں فوراً اللہ یاد
آ جاتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے ہیں۔ یہ مضمون سورۃ النساء میں آئے گا کہ جس صاحب ایمان سے کوئی خطا سرزد ہو جائے اور وہ فوراً توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ نے
اپنے اوپر واجب ٹھہرا لیا ہے کہ اُس کی دعا ضرور قبول کرے گا۔ اور اللہ کے سوا کون ہے جو گناہوں کو معاف کر سکے؟ اور ایسے لوگ اپنے غلط کاموں پر اصرار نہیں کرتے۔
یعنی اُن کو کرتے نہیں چلے جاتے۔ عزم مصمم کیا کہ اب دوبارہ نہیں کروں گا اور یہ عزم پوری ندامت کے ساتھ کیا تو اللہ ایسے لوگوں کی توبہ قبول کرنے کی ضمانت دیتا ہے۔
یہی لوگ ہیں جن کا بدلہ اُن کے رب کی طرف سے مغفرت ہے اور وہ باغات ہیں جن کے نیچے (یا جن کے دامن میں) ندیاں بہتی ہوں گی اور وہ اس میں ہمیشہ ہمیش
رہیں گے۔ اور عمل کرنے والوں کا بدلہ تو بہت اچھا ہے۔

چودھری رحمت اللہ بٹر

زبان کی پاکیزگی

فرمانِ نبوی

عَن ابن مسعود رَضِیَ اللہ عنہ قال قال رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : ((لَیْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا اللَّعَّانِ وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبَذِیِّ)) (رواہ الترمذی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مومن نہ تو طعن و تشنیع کرنے والا ہوتا ہے نہ لعنت کرنے والا، نہ فحش گوئی کرنے والا اور نہ بدزبان ہوتا ہے''۔

مثل مشہور ہے کہ تلوار کا زخم مٹ سکتا ہے مگر زبان کا زخم نہیں مٹتا۔ یہی زبان ہے کہ مٹھاس اور محبت سے دشمن کو دوست بنا لیتی ہے اور یہی زبان ہے کہ تلخ بیانی اور سخت کلامی سے دوست کو دشمن بنا دیتی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تا خلافت کی بنا' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

قیامِ خلافت کا نقیب

ندائے خلافت

جلد	9 تا 15 دسمبر 2004ء	شمارہ
13	26 شوال تا 2 ذی قعدہ 1425ھ	46

بانی: اقتدار احمد مرحوم

مدیرِ مسئول: حافظ عاکف سعید

مجلس ادارت

سید قاسم محمود۔ ڈاکٹر عبدالخالق

مرزا ایوب بیگ۔ سردار اعوان۔ محمد یونس جنجوعہ

نگرانِ طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چوہدری

مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:

67۔ گڑھی شاہو' علامہ اقبال روڈ لاہور

فون: 6316638-6366638 فیکس: 6271241

E-Mail:markaz@tanzeem.org

مقامِ اشاعت: 36-کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور

فون: 5869501-03

قیمت فی شمارہ: 5 روپے

سالانہ زرِ تعاون

اندرونِ ملک...... 250 روپے

بیرون پاکستان

یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (1500 روپے)

امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (2200 روپے)

چیک' منی آرڈر یا پے آرڈر

"مکتبہ خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں

☆.☆.☆

"ادارہ" کا مضمون نگار کی رائے سے
متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ

امام کعبہ کا فکر انگیز خطاب مگر......

جمعۃ المبارک' تین دسمبر کو اسلامی جمہوریۂ پاکستان کے دارالحکومت اسلام آباد کی عظیم الشان مسجد فیصل میں' لاکھوں مسلمانانِ پاکستان کے پُر اشتیاق اجتماع سے مخاطب ہو کر امام خانہ کعبہ شیخ صالح بن حمید نے پوری اُمتِ مسلمہ سے نہایت اخلاص اور دردمندی سے ولولہ انگیز' حقیقت افروز اور چشم کشا خطاب کیا' جس کا ایک ایک لفظ عصر حاضر میں مسلمانانِ عالم کو درپیش اجتماعی پریشانیوں کا حل پیش کرتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ آپ نے حوصلہ افزا لہجے میں فرمایا کہ اُمت مسلمہ ماضی میں بھی' کئی بار کمزوری اور انتشار سے دوچار ہونے کے باوجود ہمیشہ اس قابل رہی کہ غالب قوموں کی قوت کو اپنے اندر جذب کر لے۔ اُمت مسلمہ کو چاہئے کہ وہ تاتاریوں اور کمیونسٹوں کے ساتھ اپنی جنگوں سے سبق حاصل کریں۔ مسلمانوں کو بالآخر اپنی تمام موجودہ اور آئندہ مشکلات کے باوجود اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق تمام تہذیبوں پر غالب ہونا ہے۔

امام کعبہ نے پورے اعتماد اور یقین سے فرمایا کہ امت میں وہ تمام خصوصیات و صفات بدرجۂ اتم موجود ہیں جو اسے تہذیبوں میں اعلیٰ اور برتر مقام فراہم کر سکتی ہیں۔ دنیا اگر اس بات پر یقین رکھتی ہے کہ موجودہ تیز رفتار ذرائع ابلاغ اور انفارمیشن ٹیکنالوجی کی بدولت جغرافیائی سرحدیں مٹ گئی ہیں' تو دنیا کو یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ فکری اور تہذیبی سرحدیں کبھی ختم نہیں ہو سکتیں۔ اگر بالفرض جغرافیائی سرحدیں مٹ بھی جائیں' اُمت مسلمہ اتنی سخت اور مضبوط ہے کہ تب بھی ضرور باقی رہے گی۔ اُمت مسلمہ کی مضبوطی اس کا محلِ وقوع اور قدرتی وسائل ہیں۔ غیر ملکی تسلط کی بڑی وجہ بھی ہمارے یہی وسائل ہیں۔ اغیار کو مسلم ممالک کی ترقی برداشت نہیں ہوتی۔

محترم شیخ نے مسلمانوں کے اندرونی اختلافات پر توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ تمام مسلم ممالک پوری امت مسلمہ کی میراث ہیں۔ علماء اور سیاست دانوں کو چاہئے کہ وہ انبیائے کرام کی سنت پر عمل کرتے ہوئے حکمت اور تدبر کے ساتھ احسن طریقے سے اسلام کی عالمگیر اور آفاقی تعلیمات کو لوگوں تک پہنچائیں۔ علمی اور فقہی اختلافات کو علمی استدلال کے ساتھ اپنی علمی و فکری مجلسوں میں زیر بحث لائیں۔ حسد شیطانی عمل ہے اور مسلمانوں کو شیطان کے اس عمل سے بچنا چاہئے۔ اہل تشیع' اہل سنت والجماعت' دیوبندی' بریلوی سب مسلمان اور اسلام کی رُو سے آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ فقہی اختلافات کی بنیاد پر ایک دوسرے کے خلاف کفر کے فتوے' کدورتیں اور نفرتیں پیدا کرنا کسی بھی مسلمان کو زیبا نہیں۔ ہمارے علماء کا فرض ہے کہ وہ اپنی پوری علمی طاقت سے اس روش کو تبدیل کریں۔ آج مسلمانانِ عالم کے خلاف ظلم و تشدد اور بین الاقوامی معاہدوں کی خلاف ورزیوں کا دور دورہ ہے۔ ایسی مسموم عالمی فضا میں عامۃ المسلمین' بالخصوص علماء کا حق اور فرض ہے کہ وہ پوری اُمت کی بات کریں اور اُن مثبت اور امید افزا عوامل کی نشاندہی کریں جو اس امت کو صدیوں کی پسماندگی اور زوال سے نکال کر اس کا عروج واپس لانے کی نوید سنائیں۔ عصر حاضر کے فتنے اور مظالم اس بات کے متقاضی ہیں کہ مسلمان سنجیدگی کے ساتھ اس صورت حال کا تجزیہ کریں' ایسا تجزیہ جس میں اللہ تعالیٰ پر پورے ایمان اور یقین کے بعد اس امت کی خاص ہیئت ترکیبی' اس کی قوت اور ترقی کے امکانات پر بھی مکمل اعتماد ہو۔ اس امت کی ہیئت ترکیبی کا اصل الاصول کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ ہے۔ کتاب و سنت ہی ہمیں وہ آئینی نظام فراہم کرتے ہیں جس کی بنیاد پر اس تہذیبی قلعے کو تعمیر کیا جا سکتا ہے جو حقیقی امن' تحفظ' انصاف' خوشحالی اور کامرانی کا گہوارہ ہوتا ہے۔ کتاب و سنت کے اولین ماخذ قرار دینے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ ماخذ اوراق کے متن میں محدود ہے' بلکہ اس کا منشا یہ ہے کہ ان ابدی الفاظ کی روح کو تہذیب کی بنیادی اکائی کی تشکیل میں استعمال کیا جائے اور وہ اکائی انسان ہے۔

امام کعبہ نے "فرد" کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ امت مسلمہ کی ایک خصوصیت اس کی بہت بڑی قوت' بشری قوت ہے' جو کرۂ ارضی پر رہنے والوں کے ایک چوتھائی حصے پر مشتمل ہے۔ آپ نے ہر مسلمان کو تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ سے رابطہ رکھو۔ اللہ کے بندے بن کر بھائی بھائی ہو جاؤ' نہ ایک دوسرے سے حسد کرو نہ بغض نہ غیبت۔ حاجت مندوں کو کھلایا کرو۔ رشتہ داری کے حقوق ادا کیا کرو۔ بیواؤں اور یتیموں کے ساتھ بھلائی کیا کرو۔ جب لوگ سوتے ہوں تو تم نماز پڑھا کرو۔ قبر کی منزل سے پہلے ہی اس کی تیاری کر رکھو' اور تمام معاملات میں اپنے پروردگار کا دھیان رکھا کرو' کیونکہ وہ ہر ایک کی اندرونی حالت سے باخبر ہے۔

یہ امام کعبہ کے طویل خطبۂ جمعہ کا خلاصہ ہے جس پر عمل کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے۔ دنیا میں زبردست تبدیلیاں آ رہی ہیں۔ ایشیا کی مشترکہ پارلیمنٹ' مشترکہ منڈی' مشترکہ کرنسی کی باتیں ہو رہی ہیں۔ روس اور بھارت کے درمیان فوجی معاہدہ ہو رہا ہے۔ ہنود و یہود میں مضبوط فوجی تعلقات استوار ہو رہے ہیں۔ مغربی استعمار کا اژدہا پوری اُمت کی گردن دبوچ رہا ہے۔ ایسے حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے امام کعبہ کی آواز مسلمانانِ عالم کے لئے بڑی حوصلہ افزا ہے۔ ہر مسلمان کو اپنے ضمیر کی آواز کو امام کعبہ کی آواز سے ہم آہنگ کر کے اس پر عمل پیرا ہونا چاہئے' یہ وقت کا تقاضا ہے۔

تاہم اس نہایت اہم بحث کا ایک نہایت اہم گوشہ شاید وقت کی کمی کے باعث یا کسی اور سبب سے امام کعبہ کے خطاب کا جزو نہ بن سکا۔ مسلمانوں کے باہمی اتحاد و یک جہتی' قوت و طاقت اور ترقی و استحکام کا دار و مدار نظامِ خلافت کے قیام پر ہے جو دراصل دین حق کے قیام اور شریعت کے نفاذ سے عبارت ہے۔ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی رحمت و نصرت کے حصول کا تیر بہدف نسخہ بھی یہی ہے۔ کیا ہی اچھا ہوتا اگر امام کعبہ اس حوالے سے بھی امت مسلمہ کو اور بالخصوص مسلم ممالک کے سربراہان کو ان کی یہ اصل ذمہ داری یاد دلاتے جس سے تغافل کا نتیجہ آج پوری امت مسلمہ بھگت رہی ہے۔ (ادارہ)

عالم اسلام کی خبریں

افغانستان

امریکی فوج کے کمانڈر میجر جنرل ایرک اوسٹن نے کہا ہے کہ امریکی فوج افغانستان میں طالبان کے خلاف بڑا آپریشن شروع کرے گی جس میں 18 ہزار غیر ملکی فوجی حصہ لیں گے۔ ایک بھارتی ٹی وی کی ویب سائٹ کے مطابق امریکی کمانڈر کا کہنا ہے کہ موسم سرما میں دشمن کی جانب سے ناخوشگوار واقعات ہو سکتے ہیں۔ اس آپریشن کو ''روشن آزادی'' کا نام دیا گیا ہے۔ آپریشن کے دوران مختلف جگہوں پر چھاپے مارے جائیں گے۔ یہ آپریشن آئندہ چند دنوں میں صدر حامد کرزئی کے صدارتی حلف وفاداری اٹھانے سے قبل شروع کیا جائے گا۔

کابل میں امریکی سفارت خانے نے الزام لگایا ہے کہ پاکستانی ''جنگجو گروپ'' افغانستان میں غیر ملکیوں کو اغوا کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ سفارت خانے کے جاری کردہ اطلاع نامے میں کہا گیا ہے کہ جنگجو اپنی کوششوں میں سرگرم ہیں اور امریکی شہری اور تنصیبات خودکش سمیت دیگر حملوں کا نشانہ بن سکتے ہیں اور اغوا کی بھی کوشش ہو سکتی ہے۔ ایک پاکستانی گروپ نے اس مقصد کے لئے جو ''جنگجو'' بھیجے ہیں وہ غیر سرکاری اداروں میں ملازمت یا ٹھیکے داری کے بہانے سے داخل ہوں گے۔ افغانستان میں مقیم امریکی شہریوں سے کہا گیا ہے کہ وہ اپنی نقل و حرکت محدود کر دیں اور غیر ضروری سفر سے گریز کریں اور افغان و عالمی اداروں' سرکاری دفتروں' فوجی تنصیبات' غیر ملکی سیاحوں کے ہوٹلوں' انٹرنیٹ کیفوں اور بازاروں سے دور رہیں۔

افغانستان میں امریکی سفیر زلمے خلیل زاد نے ہتھیار ڈالنے کی شرط پر طالبان کو عام معافی کی پیشکش کی ہے' جسے طالبان نے حقارت سے مسترد کرتے ہوئے کہا ہے کہ اسلام اور افغانستان پر حملہ کرنے والوں کے خلاف جہاد آخر دم تک جاری رہے گا۔

ایران

پچھلے ہفتے خبر آئی تھی کہ ایران یورپی یونین سے ایک معاہدے کے نتیجے میں یورنیم کی افزودگی موقوف کرنے پر رضامند ہو گیا ہے۔ لیکن 3 دسمبر کو ایران کے بااثر سابق صدر علی اکبر ہاشمی رفسنجانی نے کہا ہے کہ یہ التوا صرف چھ ماہ کے لئے ہے اور چھ ماہ کے بعد یورنیم کی افزودگی کا عمل دوبارہ شروع کر دیا جائے گا۔ اس اعلان پر امریکا کے وزیر دفاع ڈونلڈ رمزفیلڈ نے خبردار کیا ہے کہ ایران مسلسل غلطیاں کر رہا ہے اور صدر بش سمیت' تمام عالمی لیڈروں کو چاہئے کہ وہ ایران کو ایٹمی ہتھیار حاصل کرنے سے روکنے کے لئے آواز بلند کریں۔ انہوں نے مزید کہا کہ صدر بش نے یورپی یونین کے توسط سے ایران پر دباؤ بڑھانے کا فیصلہ کیا ہے۔

پاکستان

روس کے وزیر دفاع سرگئی ایوانوف نے کہا ہے کہ پاکستان کو روسی جیٹ طیاروں کے انجن فروخت نہیں کریں گے۔ پریس ٹرسٹ آف انڈیا کے مطابق کیم دسمبر کو بھارت روانہ ہونے سے قبل ماسکو میں انہوں نے ایک بیان میں کہا کہ ہم چین کو بھی پابند بنائیں گے کہ یہ انجن روس کے فراہم کردہ طیاروں میں استعمال نہ ہوں۔ انہوں نے اس خبر کی تردید کی کہ روس پاکستان کو آر ڈی 93 جیٹ طیاروں کے انجن فروخت کرے گا' جنگ 29 طیاروں میں استعمال کئے جاتے ہیں اور چینی ساختہ ایف سی فائٹر طیاروں میں بھی فٹ کئے جا سکتے ہیں۔

پاکستان اور بھارت کھوکھراپار موناباؤ ریلوے سروس بحال کرنے پر رضامند ہو گئے ہیں۔ پاکستان اور بھارتی ریلوے حکام کے مابین ہونے والے دو روزہ مذاکرات کے بعد مشترکہ نیوز کانفرنس میں بھارتی وفد کے سربراہ لجپت رائے تھاپر نے بتایا کہ بھارت ریلوے سروس شروع کرنے کے لئے اکتوبر 2005ء تک تمام تیاریاں مکمل کر لے گا۔ انہوں نے بتایا کہ ابتدا میں کھوکھراپار سے موناباؤ ریل سروس ہفتے میں ایک مرتبہ شروع کی جائے گی جس میں 500 مسافروں کے بیٹھنے کی گنجائش ہوگی۔ پاکستان ریلوے بورڈ کے سیکریٹری زعیم احمد چودھری نے واضح کیا کہ دو سال سے قبل ریلوے سروس شروع نہیں ہو سکے گی' کیونکہ 128 کلومیٹر براڈ گیج ریلوے ٹریک بچھانا ضروری ہے۔

سوڈان

پاک فوج کے دستے اقوام متحدہ کے امن دستوں کے طور پر سوڈان کے شورش زدہ علاقہ دارفور میں تعینات کئے جا رہے ہیں۔ 250 پاکستانی فوجیوں پر مشتمل یہ دستہ 7 دسمبر کو سوڈان روانہ ہو رہا ہے۔ دارفور کے علاقے میں اقوام متحدہ کی طرف سے متعین کئے جانے والا یہ اولین دستہ ہوگا۔ پاکستانی فوجی دستہ انفنٹری' کور آف انجینئر اور میڈیکل کور سے تعلق رکھنے والے فوجیوں پر مشتمل ہے۔

عراق

امریکی محکمہ دفاع پینٹاگون نے انتخابات سے پہلے عراق میں مزید فوج بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے' جبکہ عراق میں تعینات دو آرمی بریگیڈز کی مدت میں مزید دو ماہ کی توسیع کر دی گئی ہے۔ دو ہزار میرین فوجی بھی اپنی مقررہ مدت سے زائد عراق میں خدمات انجام دیں گے۔ اس فیصلے سے امریکی فوج کی 82 ایئر بورن ڈویژن کی 2 بٹالین کے اراکین اور ان کے خاندانوں کو آگاہ کر دیا گیا ہے۔ ایک بٹالین میں 500 سے 600 تک فوجی ہوتے ہیں۔

فلسطین

فلسطینی تنظیم حماس نے اپنے حامیوں سے اپیل کی ہے کہ وہ 9 جنوری 2005ء کو ہونے والے ''فلسطینی اتھارٹی'' کے صدارتی انتخابات کا بائیکاٹ کریں۔ یورپی یونین کے 170 مبصرین سمیت 6 ہزار مبصرین انتخابات کو مانیٹر کریں گے۔ فلسطین میں ووٹوں کی رجسٹریشن کیم دسمبر کو ختم ہو گئی۔ بارہ لاکھ رائے دہندگان اپنی رجسٹریشن کرا چکے ہیں۔

الفتح تنظیم نے مقید رہنما مروان برغوثی کے انتخابات میں حصہ لینے کے فیصلے پر شدید نکتہ چینی کی ہے۔ مروان برغوثی کی شرکت سے امیدواروں کی تعداد دس ہو گئی ہے۔ 45 سالہ نظر بند رہنما نے اپنے کاغذات نامزدگی الیکشن کمیشن کو مقررہ وقت ختم ہونے سے صرف تین گھنٹے قبل جمع کرا کر فلسطینی قیادت کو حیران کر دیا' حالانکہ پانچ روز قبل انہوں نے انتخابات میں حصہ لینے سے انکار کر دیا تھا۔ 69 سالہ اعتدال پسند رہنما محمود عباس' جو الفتح کے چیئرمین بھی ہیں' صدارت کے لئے الفتح کے واحد امیدوار ہیں۔

اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے 2 دسمبر کو فلسطین' مقبوضہ بیت المقدس اور شام کے مقبوضہ علاقے گولان کے بارے میں تین قراردادوں کی بھاری اکثریت سے منظوری دی ہے۔ پاکستان نے تینوں قراردادوں کی بھرپور حمایت کی' جبکہ امریکا نے تینوں قراردادوں کی مخالفت کرتے ہوئے اسرائیل کا ساتھ دیا۔ 191 رکنی جنرل اسمبلی میں پہلی قرارداد کے حق میں 161 اور مخالفت میں صرف 7 ووٹ آئے۔

کشمیر

اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کوفی عنان نے جنرل اسمبلی کو ایک رپورٹ بھیجی ہے جس میں اجتماعی سلامتی کے ایک جامع نظام کی سفارش کی گئی ہے۔ اس رپورٹ میں انہوں نے تفصیل سے لکھا ہے کہ کشمیر اور فلسطین کا مسئلہ عالمی امن کے لئے شدید خطرہ ہے۔ لہٰذا اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی اور سلامتی کونسل کو یہ دونوں مسائل جلد از جلد حل کرنے پر توجہ دینی چاہئے۔

بھارت کے ٹی وی چینل این ڈی نے انکشاف کیا ہے کہ مقبوضہ کشمیر سے 2 ہزار فوجی بلا کر 3 ہزار راشٹریہ رائفلز کے اہلکار تعینات کر دیئے گئے ہیں۔ گویا بھارتی حکومت کا 70 ہزار فوج واپس بلانے کا دعویٰ محض فریب ہے' کیونکہ فوجیوں کو واپس بلا کر ان کی جگہ راشٹریہ رائفلز کے مسلح رضا کار کشمیر میں داخل کئے جا رہے ہیں۔

انفاق فی سبیل اللہ

مسجد دارالسلام باغ جناح لاہور میں مرکزی ناظم تربیت جناب شاہد اسلم صاحب کے 26 نومبر 2004ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

ہمارا آج کا موضوع ہے انفاق فی سبیل اللہ یعنی اللہ کی ہدایت کے مطابق اللہ کی راہ میں مال کا خرچ کرنا۔ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''خرچ کرو ہر اس چیز میں سے کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے تمہیں خلافت اور نیابت عطا فرمائی''۔

انفاق فی سبیل اللہ کی دو اقسام ہیں۔ ایک جسے ہم صدقہ کہتے ہیں وہ یہ ہے کہ اللہ کے جو بندے حاجت مند ہیں اُن پر اللہ کی رضا کے لئے مال کو خرچ کرنا۔ اور دوسرے قرض حسنہ جسے اللہ تعالیٰ اپنے ذمے قرض سے تعبیر کرتے ہیں۔ سورۂ حدید میں ہے: ''کون ہے جو اللہ کو بہترین قرض دیتا ہے؟'' نیز فرمایا: ''بے شک صدقہ کرنے والے مرد اور صدقہ کرنے والی خواتین اور جو اللہ کو قرض حسنہ دیتے ہیں تو دو چند کر دیا جائے گا ان کے لئے (یعنی جو انفاق انہوں نے کیا ہے) اور اس کا انہیں بڑا اچھا اجر ملے گا''۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ ''مخلوق اللہ کا کنبہ ہے اور اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ شخص وہ ہے جو اللہ کی مخلوق پر خرچ کرتا ہے۔'' اس سے مراد صدقہ ہے یعنی غرباء' مساکین اور مسافروں پر خرچ کرنا۔ جبکہ قرض حسنہ کا اطلاق اللہ کی رضا کے لئے' اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے مال کو خرچ کرنے پر ہوتا ہے۔ سورۃ البقرۃ میں ارشاد ہوا: ''اے ایمان والو! خرچ کرو جو بھی پاکیزہ چیزیں تم نے کمائی ہیں اور جو زمین سے ہم نے تمہارے لئے اُگایا ہے''۔ (آیت 267) یعنی مال بھی خرچ کرو اور جو اناج تمہیں عطا فرمایا ہے اس میں سے بھی اللہ کا حصہ نکالو۔ اگر کوئی چاہتا ہے کہ اللہ کا قرب حاصل کیا جائے تو اس کا بہترین ذریعہ یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں اپنے مال کو' اپنی صلاحیتوں کو خرچ کیا جائے۔

اللہ نے مال بھی عطا کیا ہے' اولاد بھی اور صلاحیتیں بھی۔ چنانچہ اپنی صلاحیتوں کو اللہ کے دین کی سربلندی میں لگانا بھی انفاق فی سبیل اللہ ہے۔ آیۂ بر میں ارشاد ہوا: ''اور اُس نے مال خرچ کیا اس کی محبت کے باوجود......'' اللہ تعالیٰ نے انسان کے دل میں مال اور اولاد کی محبت خود رکھی ہے۔ لیکن ان محبتوں کے باوجود بھی وہ اس مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتا ہے۔ اس کا ایک ترجمہ یہ ہے کہ اللہ کی محبت میں مال کو خرچ کرتا ہے کہ وہ رب کی رضا چاہتا ہے' رب کی خوشنودی چاہتا ہے۔ سورۃ التوبہ (آیت 99) میں فرمایا: ''بعض دیہاتی جو اپنے اللہ پر اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور جو بھی خرچ کرتے ہیں اس کو ذریعہ سمجھتے ہیں اللہ کی قربت کا اور رسول ﷺ کی دعاؤں کا۔'' یعنی جب وہ مال لا کر پیش کریں گے اللہ کے نبی ﷺ کی خدمت میں تو اللہ کے نبیؐ ان کو دعائیں دیں گے۔

عام طور پر نیکی یہی سمجھی جاتی ہے کہ بندہ نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ پر کاربند ہو اور نوافل ادا کرے' ذکر واذکار کرے' بس ایسا آدمی نیک سمجھا جاتا ہے۔ لیکن قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ اس شخص کو نیک کہتا ہے جس کے اندر ایمان ہے اور اس کے ساتھ ہی وہ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کر ڈالتا ہے۔ پھر یہ بھی ضروری ہے کہ جو چیز اللہ کی راہ میں خرچ کی جائے وہ valuable بھی ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''تم نیکی کو ہرگز پا نہیں سکتے جب تک کہ جو چیز تمہیں محبوب ہے اسے خرچ نہ کر ڈالو''۔ ایک صحابیؓ اللہ کے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! اس مدینے میں جو سب سے بہترین باغ ہے وہ میرے پاس ہے' اس کے اندر میری رہائش بھی بنی ہوئی ہے۔ اس کو میں اللہ کی راہ میں دینا چاہتا ہوں۔ آپؐ نے اسے قبول فرما لیا۔ جب وہ واپس اپنے باغ کی طرف چلے تو انہوں نے باہر کھڑے ہو کر اپنے بیوی بچوں کو آواز دی کہ اب تم باہر نکل آؤ' اس مکان کو چھوڑ دو' اس لئے کہ میں نے یہ سب اللہ کو دے دیا ہے۔ سورۃ البقرہ کی آیت 267 میں مزید واضح فرمایا کہ ''ایسا نہ ہو کہ تم کوئی گھٹیا مال اللہ کی راہ میں دینے کے لئے نکالو''۔ مثلاً گندم یا کوئی اور اناج خراب ہو گیا' یا کوئی کپڑا پرانا ہو گیا اب اسے تم اللہ کی راہ میں دے رہے ہو۔ ''ایسا (گھٹیا مال) اگر تمہیں دیا جائے تو تم قبول نہ کرو' سوائے اس کے کہ (مجبوری کے تحت) صرفِ نظر کرنا پڑے''۔ اس حالت میں تو تم لے لو گے۔ اور ساتھ ہی فرمایا: اور جان لو کہ بے شک اللہ تعالیٰ تو غنی ہے' ستودہ صفات ہے''۔ اسے کسی کی پروا نہیں ہے' وہ تو خود دینے والا ہے۔

سورۃ آل عمران (آیت 14) میں ارشاد ہوا کہ ''فریفتہ کیا ہے لوگوں کو مرغوب چیزوں کی محبت نے' جیسے عورتیں اور بیٹے اور خزانے جمع کئے ہوئے سونے اور چاندی کے اور گھوڑے نشان لگائے ہوئے اور مویشی اور کھیتی''۔ گویا عورتوں اور بیٹوں کی محبت' سونے چاندی کی محبت' نشان زدہ گھوڑوں کی محبت یا اُن کی جگہ پر آج بہترین گاڑیاں نئے نئے ماڈل کی' یہ ساری محبتیں اللہ نے خود رکھی ہیں۔ مگر بتا دیا کہ ''یہ سب دنیوی زندگی کا متاع ہیں اور اللہ ہی کے پاس اچھا ٹھکانا ہے''۔

انفاق فی سبیل اللہ نفاق کا مؤثر ترین علاج ہے۔ ایک مسنون دعا ہے: اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قُلُوْبَنَا مِنَ النِّفَاقِ ''اے اللہ! ہمارے دلوں کو منافقت سے پاک کر دے''۔ منافق تو جہنم کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے۔ نفاق ایسی بیماری ہے کہ جس سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ڈرتے رہتے تھے کہ ہمارے اندر یہ خرابی پیدا نہ ہو جائے۔ تو اس کا علاج سورۃ المنافقون کے دوسرے رکوع میں یہ فرمایا: ''اے اہل ایمان! تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دے''۔ یہ مال اور اولاد انسان کے پاؤں کی بیڑیاں بن جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ دیکھنا چاہتا ہے کہ کون اولاد کی بہترین تربیت کرتا ہے اور اپنے مال کو اللہ کی رضا کے لئے خرچ کرتا ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ بچے میں جسمانی معذوری ہے تو چلو اس کو مدرسے میں داخل کر دو۔ اگر نیکی کے مقام کو پانا ہے تو سب سے زیادہ ذہین بچے کو حصولِ علمِ دین میں لگایا جائے' بلکہ اصل بات تو یہ ہے کہ سارے ہی بچوں کو بچپن سے ایسی تعلیم دی جائے کہ بڑے ہو کر چاہے وہ ڈاکٹر بنیں'

اعتذار

گزشتہ شمارہ (نمبر 45) میں ''رمضان المبارک کا اصل حاصل'' کے عنوان سے امیر تنظیم اسلامی جناب حافظ عاکف سعید کے خطاب جمعہ کی تلخیص شائع ہوئی تھی' لیکن غلطی سے اس پر مرکزی ناظم تربیت جناب شاہد اسلم کا نام شائع ہو گیا۔ قارئین تصحیح فرمالیں۔ ادارہ اس غلطی پر معذرت خواہ ہے۔

انجینئر بنیں، جو کچھ بھی بنیں اس کے ساتھ عالم دین بنیں، اللہ کے باغی نہ بنیں۔ فرمایا: ''اور جو یہ روش اختیار کریں گے (یعنی ان کے مال اور ان کی اولاد ان کو اللہ کی یاد سے غافل کر دے گی) تو وہی ہیں جو خسارہ پانے والے ہیں''۔ اگلی آیت میں فرمایا: ''اور (اللہ کی راہ میں) خرچ کرو قبل اس کے کہ تم میں سے کسی کی موت کا وقت آ جائے تو پھر اُس وقت وہ (حسرت بھرے انداز میں) کہے کہ اے میرے رب تو نے مجھے تھوڑی سی مہلت کیوں نہ دی کہ میں صدقہ وخیرات کرتا اور نیکوکاروں میں ہوتا۔ مگر جس کا وقت آ جاتا ہے تو اللہ اسے مہلت نہیں دیتا''۔ نہ ایک لمحہ آگے نہ ایک لمحہ پیچھے۔ لیکن ہم سارا کچھ اس دنیا کو سمجھتے ہیں۔ اگر یہ یقین ہو کہ یہ دنیا چند روزہ ہے اور یہ تو امتحانی پرچے ہیں جو ہمیں مال اور اولاد کی شکل میں دیئے گئے ہیں تو ہم اپنا مال بھی اللہ کی راہ میں خرچ کریں اور اپنی اولاد کو بھی اس راہ پر لگائیں۔ دیکھئے ہم اولاد کے لئے کیا کچھ نہیں کر رہے ہیں، اس طرح ہم کہیں اپنی آخرت کا خطرہ تو مول نہیں لے رہے؟

سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 195 میں اللہ نے فرمایا: ''اللہ کی راہ میں اپنے مال کو خرچ کرو اور دیکھو اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں مبتلا نہ کرو۔'' اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ''انسان کہتا ہے میرا مال، میرا مال۔ لیکن اس کا مال تو وہ ہے جو اس نے کھا لیا یا پہن لیا اور بوسیدہ ہو گیا یا اپنے ہاتھوں سے اسے خرچ کر دیا اور آخرت بنا لی۔ باقی جو ہے وہ تو وارثوں کا ہے، اس کا نہیں ہے۔''

سورۃ التغابن میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور (اپنا مال) خرچ کرو اپنے بھلے کے لئے اور جو اپنے نفس کے لالچ سے بچا لیا گیا تو وہی کامیابی پانے والے ہیں۔'' اللہ تعالیٰ نے انصارِ مدینہ کی تعریف کی ہے کہ وہ دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے تھے اور اپنا مال خرچ کر ڈالتے تھے۔ پھر رزق تو اللہ کے ہاتھ میں ہے، جس کے لئے چاہتا ہے بڑھا دیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے گھٹا دیتا ہے۔ انسان بعض دفعہ بڑی محنت کرتا ہے لیکن پھر بھی اس کی وہ کیفیت بدلتی نہیں ہے اور کبھی مٹی کو ہاتھ لگاتا ہے تو سونا بن جاتا ہے۔

سورۃ البقرہ کی آیت 274 میں ارشاد ہوا: ''(اللہ کو پسند تو وہ لوگ ہیں) جو اپنے مال خرچ کرتے ہیں صبح وشام چپکے چپکے بھی اور لوگوں کو دکھا کر بھی (لیکن نیت اللہ کی رضا ہے) ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے، انہیں نہ کوئی خوف ہے نہ کوئی رنج ہے''۔

جب غزوۂ تبوک کے لئے اللہ کے نبی ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے کہا کہ اپنا مال خرچ کرو تو وہ اپنی اپنی حیثیت کے مطابق مال لے کر آئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس اس وقت بہت سا تجارتی مال تھا، بہت سے اسباب تھے، انہوں نے اس میں سے آدھا خرچ کر دیا اور ان کا خیال تھا کہ شاید آج میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے آگے بڑھ جاؤں گا۔ لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنا تمام اثاثہ سمیٹ کر لے آئے۔ ایک صحابی کے بارے میں آتا ہے کہ وہ ایک یہودی کے باغ میں پانی لگاتے تھے۔ وہ سارا دن محنت کرتے تو معاوضے میں چند سیر کھجوریں ملتیں۔ انہوں نے ساری رات بھی اوور ٹائم لگایا، مزید محنت کی اور معاوضے میں ملنے والی کھجوروں میں سے کچھ اپنے اہل وعیال کے لئے رکھ آئے اور باقی لا کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیں۔ آپ ﷺ نے یہ کھجوریں سارے ڈھیر کے اوپر بکھیر دیں۔ اور فرمایا کہ اللہ کی نگاہ میں اس کی قدر و قیمت زیادہ ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ یہ نہیں دیکھتا کہ کس نے کتنا خرچ کیا، بلکہ وہ نیت اور کیفیت دیکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اگر تم میرا شکر ادا کرو گے تو میں اور زیادہ دوں گا''۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے کہا: ''تم اللہ کے بھروسے پر اللہ کی راہ میں ہاتھ کو کھول کر خرچ کرتی رہو اور گن گن کر نہ دو۔ اس لئے کہ اگر اُس کی راہ میں اس طرح حساب کر کے دو گی تو پھر وہ بھی تمہیں حساب سے ہی دے گا۔ اللہ جس کو چاہتا ہے بے حساب دیتا ہے''۔ بخاری اور مسلم میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ''وہ صدقہ سب سے افضل ہے جو تم اس زمانے میں دو جب کہ تم تندرست ہو، اور ایسا نہ ہو کہ جب تمہاری جان حلق میں آ جائے اور تم مرنے لگو تب تم صدقہ کرو اور کہو کہ یہ فلاں کا ہے، یہ فلاں کا ہے۔ اس لئے کہ اب تو وہ فلاں کا ہو ہی گیا ہے''۔ تمہیں کہنے کی ضرورت نہیں، اللہ نے پہلے ہی حصے کر دیئے۔

اس وقت دنیا میں مسلمان ذلیل وخوار ہو رہے ہیں، دین مغلوب ہو چکا، مسلمان لٹ رہے ہیں، پس رہے ہیں، کٹ رہے ہیں۔ اس وقت مسلمانوں کی بالکل وہی کیفیت ہے جو اللہ کے نبی ﷺ نے واضح فرمائی تھی کہ تمہارے اوپر دوسری قومیں ایسے ٹوٹ پڑیں گی جیسے بھوکے کھانے کے اوپر ٹوٹ پڑتے ہیں۔'' تو صحابہؓ نے پوچھا اے اللہ کے نبیؐ! کیا اُس وقت ہماری تعداد کم ہو جائے گی؟ فرمایا: ''نہیں، تم بے شمار ہو گے، لیکن تمہاری مثال ایسی ہو گی جیسے سیلاب کے اوپر بہنے والے تنکے ہوتے ہیں (جن کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی، جہاں پانی جائے گا اُن کو جانا پڑے گا۔)'' تو پوچھا ایسا کیوں ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے اندر ایک بیماری پیدا ہو جائے گی جس کا نام وہن ہے۔'' پوچھا گیا: یہ وہن کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ((حُبُّ الدُّنْيَا وَكَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ)) ''دنیا سے محبت اور موت سے فرار''۔ صحابہؓ تو موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر لڑتے تھے۔ ایک صحابیؓ شہید ہو رہے تھے تو انہوں نے کہا: ''ربِ کعبہ کی قسم، میں تو کامیاب ہو گیا!'' پھر دین کی ضرورت کے وقت مال خرچ کرنے کی قدر اور بڑھ جاتی ہے۔ جیسے صحابہؓ نے کیا تھا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے پہلے اپنا مال لگایا، جانیں کھپائیں، اپنے بچوں کو کٹوایا، عظمت زیادہ بیان کی۔ اس لئے کہ جب مکہ فتح ہو گیا تو پھر تو قبائل فوج در فوج اور گروہ کے گروہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

آج آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس دین کو مٹانے کے لئے پوری پوری حکومتیں اور پورے پورے ادارے اس کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ ہمارے ملکوں کے اندر مشنریز کام کر رہی ہیں، پیچھے سے ان کو کروڑوں، اربوں ڈالر ملتے ہیں۔ مسلمانوں کو کوئی کرسچن بنا رہا ہے، کوئی قادیانی بنا رہا ہے، اور پھر پوری حکومتیں ہیں جو ہمارے دین کو تلپٹ کرنے کے لئے اپنا سرمایہ، پوری صلاحیتیں اور پورا اسلحہ لگا رہی ہیں۔ اس کیفیت میں مال خرچ کرنے کی اہمیت زیادہ ہے۔ جب اسلام غالب ہو جائے گا اُس وقت تو ظاہر ہے کہ پھر کیفیت بدل جائے گی۔ لیکن آج اس کی زیادہ اہمیت اور ضرورت ہے کہ اپنے مال اور اپنی صلاحیتوں کو ہم اللہ کے لئے کھپائیں اگر ہم واقعتاً اللہ کی رضا چاہتے ہیں اور ہمارے دل میں اللہ کی مخلوق اور خاص طور پر مسلمانوں کی محبت ہے۔ مگر حال یہ ہے کہ ہر انسان خود غرض بن چکا ہے۔ تو اس حوالے سے اس وقت زیادہ ضرورت ہے کہ ہم اپنے مال اور اپنی صلاحیتوں کو کھپائیں۔ صحابہؓ کی کیفیت تو یہ تھی کہ ان کا ایمان اس درجے کو پہنچ چکا تھا کہ وہ خود پوچھتے تھے کہ اے نبیؐ ہم کیا خرچ کریں؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''ان سے کہہ دیجئے، جو زائد از ضرورت ہے وہ خرچ کر ڈالو''۔ اور صحابہؓ نے ایسا ہی کیا، حالانکہ یہ ایک اخلاقی اور روحانی معیار ہے۔ قانونی معیار وہی ہے جو ہم ڈھائی فیصد زکوٰۃ نکالتے ہیں۔ لیکن جتنی جتنی اللہ سے محبت بڑھتی چلی جائے، محبوبِ حقیقی کی رضا کے لئے انسان ان چیزوں کو خرچ کرتا چلا جاتا ہے۔

ایک آدمی میدان میں جا رہا تھا کہ اچانک اس نے گھرے ہوئے بادلوں میں ایک آواز سنی کہ اے بادل فلاں شخص کے باغ کو جا کر سیراب کر دے۔ تو وہ بادل ایک طرف کو گیا اور سیاہ مٹی والی پہاڑی زمین میں اس بادل نے اپنا سارا پانی انڈیل دیا۔ وہاں ایک نالہ تھا، اس نے پانی اپنے اندر سمیٹا اور بہہ نکلا۔ یہ مسافر جس نے وہ آواز سنی تھی وہ پانی کے ساتھ ساتھ چلا۔ آگے چل کر دیکھتا ہے کہ ایک آدمی اپنے باغ میں کھڑا بیلچے سے پانی کا رخ موڑ رہا ہے تا کہ اپنے باغ کے درختوں کو سینچے۔ تو مسافر نے باغ والے سے پوچھا کہ اے اللہ کے بندے تیرا نام کیا ہے؟ اس نے

(باقی صفحہ 11 پر)

اقوام متحدہ

مظلوم اقوام کی مقتل گاہ

ش. منصوری

پہلی جنگ عظیم کے خاتمے کے بعد 28 جون 1919ء کو جب ''لیگ آف نیشنز'' کی بنیاد رکھی گئی تو روس کے کمیونسٹ لیڈر لینن نے اسے ''چوروں کا باورچی خانہ'' کے الفاظ سے نوازا جسے آنے والے وقت نے سچ ثابت کیا۔

دوسری جنگ عظیم کی تباہی کے بعد نئے ابھرتے ہوئے امریکی سامراج کو ایسے ہی ایک بڑے سٹیج کی ضرورت ہوئی جس پر وہ اپنا عالمی ڈرامہ چلا سکے۔ چنانچہ فروری 1945ء کو یالٹا کے مقام پر اقوام متحدہ کے خاکے کو عملی جامہ پہنایا گیا اور 25 اپریل 1945ء کو سان فرانسسکو میں لیگ آف نیشنز کے کھنڈر پر اقوام متحدہ کا ادارہ قائم کیا گیا جسے مستقبل میں سامراجی طاقتوں کے مفاداتی منصوبوں پر کام کرنا تھا۔

یہ ادارہ دراصل عالمی لٹیروں کا وہ مسکن ہے جس میں بیٹھ کر وہ دنیا بھر کے وسائل کی بندر بانٹ کرتے ہیں اور کوئی سرکش (کمزور ملک) ان کی راہ میں روڑے اٹکاتا دکھائی دے تو یہ انہیں قواعد وضوابط کی زنجیروں میں جکڑ لیتے ہیں۔ قوانین کی ایسی تعبیر کی جاتی ہے کہ وہ چکرا کر رہ جاتے ہیں اور انہیں اپنے آپ کو ان کے پنجوں سے چھڑانا دوبھر ہو جاتا ہے۔

جرمن کے مرد آہن بسمارک نے ایک بار کہا تھا کہ ''قوانین کبابوں کی طرح ہوتے ہیں' ان کے بنائے جانے کے بارے میں جتنا کم پتہ ہو اتنا ہی اچھا ہے۔'' اقوام متحدہ کے قوانین ایسے ہی بڑی طاقتوں کے مفادات کا گورکھ دھندا ہے جو تیسری دنیا کی سمجھ سے بالاتر ہے۔ جو قانون ایک حالت میں ایک ملک پر لاگو ہوتا ہے وہی قانون بالکل اسی حالت میں سپر پاور کے چہیتے ملک پر لاگو نہیں ہوتا' اس کی واضح مثال اسرائیل' فلسطین تنازعہ ہے۔ اسرائیل کی فلسطین پر جارحیت کے خلاف اب تک 218 قراردادیں پیش کی گئی ہیں' ان میں کچھ جنرل اسمبلی نے منظور بھی کیں مگر ان میں سے کسی ایک قرارداد پر بھی اسرائیلی حکمرانوں نے عمل نہیں کیا بلکہ اس کو ڈھٹائی کے ساتھ مسترد کر دیا۔

آج 190 سے زائد اقوام متحدہ کے ممبر ممالک پانچ قصابوں (ویٹو پاور) کے رحم وکرم پر پڑے بھیڑوں کی طرح لرز رہے ہیں کہ مبادا ان کو پابند سلاسل کر کے مقتل گاہ کی طرف نہ دھکیل دیا جائے۔

ویٹو پاور' جمہوریت کا قاتل:

سلامتی کونسل اقوام متحدہ کا ایک اہم ادارہ ہے' جس کے پانچ مستقل اور دس غیر مستقل نمائندے ہوتے ہیں۔ غیر مستقل ممبر دو سال کے لئے منتخب کئے جاتے ہیں جبکہ پانچ مستقل اراکین میں امریکہ' روس' چین' برطانیہ اور فرانس شامل ہے۔

ان پانچ اراکین کو یہ حق حاصل ہے کہ سلامتی کونسل میں پیش کی جانے والی کسی بھی قرارداد کے خلاف رائے دے دے تو وہ قرارداد مسترد ہو جاتی ہے چاہے کونسل کے دس غیر مستقل اور باقی چار مستقل اراکین اس قرارداد کے حامی ہی کیوں نہ ہوں' ان کے اس پاور کو حرف عام میں ویٹو پاور یا حق استبداد کہتے ہیں' اس طرح یہ ایک انتہائی ظالمانہ حق ہے جو ان پانچ ناخداؤں کو حاصل ہے۔ سلامتی کونسل کے فیصلوں پر عملدرآمد تمام ملکوں کے لئے لازمی ہوتا ہے۔

پانچ ملکوں کو ویٹو پاور دینا دراصل دنیا کے تمام آزاد اور خود مختار ملکوں کے لوگوں کی توہین کے مترادف ہے۔ اقوام متحدہ کے منشور کے مطابق کسی قرارداد کی منظوری کے لئے ضروری ہے کہ 15 میں سے کم از کم نو ممبروں کی حمایت حاصل ہو لیکن اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ پانچ مستقل اراکین میں سے کسی ایک کا بھی منفی ووٹ نہ ہو' اس اصول نے ویٹو پاور کو مضحکہ خیز بنا دیا ہے' یہ دن دہاڑے جمہوریت پر شب خون مارنے کے مترادف اصول ہے کہ قرارداد کی منظوری کے لئے تو کم از کم نو ممبروں کی حمایت ضروری ہے جس میں مستقل ممبروں کے مثبت ووٹ بھی شامل ہوں لیکن صرف ایک مستقل ممبر کا ویٹو کر دینا قرارداد کو بے اثر بنانے کے لئے کافی ہے' گویا چند کروڑ افراد کی آبادی کا کوئی ملک بھی ویٹو پاور کے سہارے جمہوری فیصلوں کی دھجیاں اڑا سکتا ہے۔

ویٹو پاور کا اصول ہی اقوام متحدہ بنانے والے سامراجیوں کی بدنیتی کا پتہ دیتا ہے کہ اس ادارے کی بنیاد مفاد پرستی پر اٹھائی گئی ہے' یہ دراصل پانچ طاقتوں کا پوری دنیا کے وسائل پر قبضہ جمانے کا اعلامیہ ہے' یہی وجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ سلامتی کونسل کی قراردادوں کو اپنے اپنے مفادات کو سامنے رکھتے ہوئے حل کیا جاتا ہے۔ سرد جنگ کے زمانے میں بہت سی ایسی قراردادیں دونوں سپر پاور نے محض اس لئے رد کر دیں کہ ان قراردادوں پر عملدرآمد سے ان کے نظریات اور مفادات پر ٹھیس لگنے کا اندیشہ تھا۔

مستقل اراکین میں اضافے کی بحث:

سلامتی کونسل کے پانچ اراکین میں اضافے کی بحث آج کل اہم موضوع بنی ہوئی ہے' یہ بحث دراصل اقوام متحدہ میں ان اصلاحات کی کوششوں کا حصہ ہیں جن کا شوشہ کوئی ایک عشرہ پہلے چھوڑا گیا تھا۔ اس سلسلے میں بھارت' جاپان' جرمنی اور برازیل نے ''انجمن ستائش باہمی'' کے خوشنما نام سے ایک انجمن قائم کر رکھی ہے جس کا مقصد سلامتی کونسل میں مستقل ارکان بننے میں ایک دوسرے کی مدد کرنا ہے۔ بھارت انتہائی پر امید ہے کہ اسے آئندہ سال مستقل رکنیت مل جائے گی' اس سلسلے میں مختلف ممالک کے درمیان سفارتی کوششیں تیز تر ہو گئی ہیں۔

سلامتی کونسل کا مستقل رکن بننے کے لئے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی دو تہائی اکثریت حاصل کرنا ضروری ہے' اس کے لئے بھارت کافی تگ ودو میں لگا ہوا ہے اور اسے کچھ کامیابیاں بھی ملی ہیں ''خلیج تعاون کونسل'' نے سلامتی کونسل میں مستقل نشست کے بھارتی مطالبے کی حمایت کر دی ہے جبکہ جرمنی کے چانسلر گیراڈ شیروڈر نے اپنے دورہ بھارت میں بھی اس بات کا اعلان کیا کہ مستقل رکنیت کے لئے جرمنی اور بھارت ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔

واضح رہے کہ جرمنی نے اسرائیل کے ہاتھوں بھارت کی کافی دفاعی امداد کی ہے' اس سلسلے میں اسرائیل جرمنی سے ملنے والی دو ایٹمی آبدوزوں میں کچھ تبدیلی کر کے بھارت کو خفیہ طور پر دینا چاہتا ہے۔ دسمبر 2003ء میں جرمنی اور اسرائیل کی وزارت دفاع کے درمیان 3 ایٹمی آبدوزوں کا معاہدہ ہوا تھا' ایک جدید ایٹمی آبدوز دسمبر 2004ء میں اسرائیل کے حوالے کی جائے گی۔ اسرائیل

روایتی اور ایٹمی ہتھیار 2001ء سے بھارت کو دے رہا ہے۔ مستقل رکنیت کے سلسلے میں اگرچہ امریکہ نے جاپان کو مستقل رکن بنانے کی خواہش ظاہر کی ہے تاہم امریکہ کے صدارتی انتخابات کے سلسلے میں کیے جانے والے مباحثے میں جان کیری کا جھکاؤ کافی حد تک بھارت کے پلڑے میں محسوس کیا گیا۔

پاکستان نے عندیہ ظاہر کیا ہے کہ وہ سلامتی کونسل میں بھارت کے مستقل رکن بننے کی راہ روکے گا۔ جنرل مشرف کا حالیہ دورہ اٹلی اس سلسلے کی ایک کڑی تھا جس میں پاکستان اور اٹلی نے مشترکہ موقف اختیار کیا کہ سلامتی کونسل میں استحقاق ومراعات کے نئے مراکز کا قیام خودمختار اقوام میں برابری کے تصور کے منافی ہوگا۔ پاکستان اور اٹلی نے اس بات پر زور دیا کہ سلامتی کونسل کے غیر مستقل اراکین کی تعداد میں اضافہ کیا جائے۔ دونوں ملکوں کی مشترکہ کوششوں کے نتیجے میں اب تک اقوام متحدہ کے پچاس سے زائد ممالک اس موقف کی حمایت میں یکجا ہوچکے ہیں۔

اقوام متحدہ میں پاکستان کے مستقل نمائندے منیر اکرم نے جنرل اسمبلی میں بیان دیتے ہوئے کہا کہ سلامتی کونسل میں فیصلہ سازی کے عمل کو زیادہ جمہوری اور شفاف بنانا بہت ضروری ہے۔ انہوں نے کہا کہ مستقل اراکین کی تعداد میں اضافے سے کئی خطوں میں کشیدگی بڑھ جائے گی اور سلامتی کونسل کو فیصلہ کرنا مزید دشوار ہوجائے گا۔ پاکستانی موقف کے برعکس بھارتی وزیراعظم من موہن سنگھ نے اپنے خطاب میں اس بات پر زور دیا کہ بھارت کو سلامتی کونسل کا مستقل رکن بنایا جائے اور تمام ممالک کو برابری کی حیثیت دی جائے۔ انہوں نے ویٹو پاور کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ اس سے کثیرالجہتی عالمی اتفاق رائے میں رکاوٹ پیدا ہو رہی ہے۔ اگرچہ سلامتی کونسل کے مستقل اراکین میں اضافے کی بات زور وشور کے ساتھ سفارتی سطح پر ارتعاش پیدا کر رہی ہے' تاہم یہ اتنا آسان نہیں ہے۔ جس طرح پاکستان کبھی یہ نہیں چاہے گا کہ بھارت کو مستقل رکنیت ملے' اسی طرح فرانس و برطانیہ بھی نہیں چاہتے کہ جرمنی کو یہ رکنیت مل جائے کیونکہ فرانس و برطانیہ' جرمنی دشمنی کی ایک طویل تاریخ رکھتے ہیں۔ اگرچہ یورپی یونین نے انہیں باہمی ایک دوسرے سے منسلک کر رکھا ہے' تاہم یہ بات بھی نہیں بھولنی چاہئے کہ اس کے باوجود برطانیہ نے اپنی کرنسی پاؤنڈ کو یورو میں تبدیل نہیں کیا' اسی طرح جرمنی مشرقی یورپ کی مارکیٹ میں فرانس کو سہولتیں دینے سے گریزاں ہے۔

مسلم ممالک اور سلامتی کونسل کی مستقل رکنیت:

حسب معمول دیگر عالمی ایشوز کی طرح مستقل رکنیت کے ایشو پر بھی مسلم دنیا پر جمود طاری ہے۔ یہ المیہ ہے کہ 57 مسلم ممالک کی موجودگی کے باوجود ہنوز سلامتی کونسل میں ایک بھی مسلمان ملک کی بطور مستقل رکن کے رکنیت نہیں' یہ مسلم دنیا کی آپس کی ناانصافی اور بے اعتمادی کا شاخسانہ ہی ہے کہ مسلمان عالمی سطح پر اپنے آپ کو ابھی تک منوا نہیں سکا۔ خواہ اس کا تعلق معیشت سے ہو تعلیم سے ہو یا پھر اقتصادیات سے۔ مسلم دنیا مغرب سے کافی پیچھے رہ گئی ہے۔ اس وقت دنیا کی پچاس بڑی کمپنیوں میں ایک بھی مسلم ملک کی کمپنی نہیں۔ پاکستان سمیت کسی اسلامی ملک کا کارپوریٹ لیڈر بھی ابھی تک اپنی جگہ نہیں بنا سکا۔ مرحوم ذوالفقار علی بھٹو کے دور حکومت میں اگرچہ عالمی سطح پر یہ بات اٹھائی گئی کہ سلامتی کونسل میں ایک مستقل رکن اسلامی دنیا سے بھی لیا جائے مگر وقت نے ان کے ساتھ وفا نہ کی اور وہ راستے سے ہٹا دیئے گئے پھر یہ معاملہ ایسا سرد خانے کی نظر ہوا کہ آج تک اسے اٹھایا نہ جاسکا۔

اقوام متحدہ کی اصلاح کیسے ہو:

اقوام متحدہ دراصل سرمایہ داروں کا متحدہ ادارہ ہے لہٰذا اس کی اصلاح کرنے کے لئے ضروری ہے کہ سرمایہ دارانہ سماج کو بدلا جائے' اس ادارے میں جو سربراہان مملکت ہر سال وسط ستمبر کو نیویارک آتے ہیں وہ دراصل مختلف سرمایہ دارانہ معاشرے ہی کے جز ہوتے ہیں۔ یہ حضرات ہر سال جنرل اسمبلی میں جمع ہوکر آئندہ سال کے لئے ہدایات لیتے ہیں جس کی روشنی میں یہ اپنے اپنے ملک میں جاکر ان پالیسیوں پر عمل پیرا ہوتے ہیں جن کا فائدہ عوام کے بجائے ان کے بیرونی آقاؤں کو پہنچتا ہے۔

بعض سیاسی مفکرین اقوام متحدہ کی اصلاح کے لئے تجویز دیتے ہیں کہ سلامتی کونسل کے غیر مستقل اراکین کی تعداد میں اضافہ کیا جائے' بعض غیر مستقل اراکین میں اضافہ کی بجائے موجودہ پانچ مستقل اراکین کی تعداد گھٹانے کے درپے نظر آتے ہیں۔ تو کچھ دانشور یہ نسخہ تجویز کرتے ہیں کہ ویٹو پاور ختم کردی جائے اور جنرل اسمبلی میں کسی بھی عالمی تنازعہ کے حل پر ووٹنگ کروائی جائے اور اس کو حتمی فیصلہ سمجھا جائے تو دنیا امن کا گہوارہ بن جائے گی مگر سوال یہ ہے کہ اگر ووٹنگ ہوئی تو جنرل اسمبلی میں جوڑ توڑ کی سیاست شروع ہوجائے گی اور عالمی سطح پر ہارس ٹریڈنگ کو تقویت ملے گی۔ پھر یہ بات بھی سوچنے کی ہے کہ عالمی سامراجی قوتیں ایسی اصلاح کو بھلا کیونکر مانیں گی جس سے ان کی چوہدراہٹ ختم ہونے کا اندیشہ پیدا ہو۔ مساوات پر مبنی معاشرہ قائم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ دنیا بھر کی مظلوم اقوام ایک ہوجائیں۔ پھر انہیں سرمایہ دار اقوام کی ضرورت نہیں پڑے گی' ان کا اپنا ایک مشترکہ ادارہ ہوگا جس کا منشور حقیقی معنوں میں ظالم کا ہاتھ روکنا اور مظلوم کو پناہ دینا ہوگا' جہاں مفاداتی جنگ نہیں بلکہ مساواتی امن ہوگا۔ قدرتی وسائل کی منصفانہ تقسیم موجودہ اقوام متحدہ کے بس سے باہر ہے۔ اقوام متحدہ ظالم کے ہاتھ روکنا تو دور کی بات اس کے خلاف آواز بھی نہیں اٹھا سکتا اور جب آواز اٹھاتا ہے تو اس وقت تک سامراج اپنا کام کرچکا ہوتا ہے جیسے موجودہ عراق کے مسئلے پر ہوا۔

اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل کوفی عنان نے 21 ستمبر 2004ء کے جنرل اسمبلی کے اجلاس نیویارک میں اقوام متحدہ کی بے بسی کا رونا روتے ہوئے کہا کہ "عالمی بنیادی قوانین کو بار بار شرمناک طریقے سے پامال اور نظرانداز کیا جارہا ہے۔ تشدد اور ناانصافی کے شکار لوگ ہماری لفاظی اور بے عملی سے آگاہ ہیں اور اسے نوٹ کرتے ہیں۔" گویا کوفی عنان صاحب کو اس بات کا احساس عراق پر حملے کے ڈیڑھ سال بعد ہوا جب سامراج نے عراق کو تہس نہس کرکے ہزاروں نونہالوں کو یتیم اور عورتوں کو بیوہ بنا دیا۔

عراق میں امریکہ کی جنگی جارحیت اور اقوام متحدہ کا خاموش تماشائی کا کردار یہ بات ثابت کرتا ہے کہ اقوام متحدہ واقعی 190 سے زائد مظلوم بھیڑوں کا وہ ریوڑ ہے جسے نہیں معلوم کہ کب سامراج کی نظریں ان میں سے کس پر پڑ جائیں اور وہ اسے مقتل گاہ کی طرف ہانکتا ہوا لے جائے۔

کیا یہ بھیڑیں ایک دوسرے کو عالمی قصائی کے ہاتھ یوں ہی کٹتے ہوئے دیکھتی رہیں گی۔ 21 ویں صدی اس بات کی منتظر ہے کہ جب اس عالمی ہجوم میں انقلاب کی لہریں دوڑیں اور وہ ان سرمایہ دار جلادوں سے چھڑی چھین کر ان کی خون آشام فطرت سے ان مظلوم اقوام کو چھٹکارا دلائے۔ (بشکریہ روزنامہ ایکسپریس)

ضرورت رشتہ

فیصل آباد میں مقیم فیملی (رفیق تنظیم) کی 21 سالہ میٹرک پاس دوشیزہ کے لئے دینی مزاج کے حامل لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: محمد اکرم معتمد پنجاب غربی (فیصل آباد) P-157 صادق مارکیٹ' فیصل آباد'
ٹیلی فون: 2624290

دعائے مغفرت

☆ تنظیم اسلامی کراچی (کورنگی) کے معتمد جناب توحید خان صاحب کی والدہ صاحبہ انتقال فرما گئی ہیں۔

☆ قرآن اکیڈمی کے لائبریرین عبدالمتین مجاہد کے ماموں حاجی محمد داؤد دل کا دورہ پڑنے سے وفات پا گئے ہیں۔ قارئین ندائے خلافت اور رفقاء واحباب سے ان کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

امت مسلمہ کا زوال' اسباب وسدباب

گل رحمان ہمدرد

اہل ایمان جب حالات کا تجزیہ کرتے ہیں تو اللہ کو موجود اور مقتدر کی حیثیت سے سامنے رکھتے ہیں۔ اس وقت مسلمانوں میں غم وغصے اور مایوسی کی کیفیت شدت کے ساتھ موجود ہے اور وہ کوئی راہ عمل نہیں پاتے' غور کیا جائے تو اس کیفیت میں مبتلا ہونے کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ حالات کے تناظر سے اللہ کو خارج رکھ کر سارے تبصرے اور تجزیئے کئے جا رہے ہیں۔ بصورت دیگر مسلمانوں کے لئے مایوسی اور ناخوشگوار صورتحال سے باہر نکلنے کی راہ نہ ملنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ آج بھی اس کائنات کی فرمانروائی کر رہا ہے اور یہ فرمانروائی ہمیشہ اسی کے پاس رہی ہے۔

اللہ کی آخری کتاب قرآن مجید آج بھی موجود ہے یہی وہ واحد کتاب ہے جو ہر بحران سے نکلنے کا راستہ بتاتی ہے۔ اس نور ہدایت کی روشنی حاصل ہو جانے کے بعد حامل قرآن کے کسی بند گلی میں کھڑے ہونے کی نوبت آ ہی نہیں سکتی۔

آج بھی حالات کا درست تجزیہ کر کے راہ عمل (طریق رسولؐ) متعین کر لی جائے تو موجودہ غم وغصہ اور مایوسی کی کیفیت سے نجات حاصل کی جا سکتی ہے۔ جب تک مرض کی صحیح تشخیص نہ کر لی جائے علاج ممکن نہیں ہے۔ آیئے قرآن حکیم کی طرف کہ مرض کی تشخیص بھی وہاں سے ہوگی اور علاج بھی۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''کیا ایمان لانے والوں کے لئے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر سے پگھلیں اور اس کے نازل کردہ حق کے آگے جھکیں۔'' (سورہ الحدید: آیت 17)

یہ وقت آ چکا ہے اور اب ہمیں فیصلہ کن کردار ادا کرنا چاہئے اور دین کی طرف متوجہ ہونا چاہئے ورنہ

ہماری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

امریکہ عذاب الٰہی کا کوڑا بن کر مسلمانوں پہ برس رہا ہے اور مسلمان کسمپرسی کے عالم میں منتظر ہیں کہ عراق کے بعد کس کی باری آتی ہے۔ ہمیں کوڑے سے نہیں بلکہ جس کے اختیار میں یہ کوڑا ہے اس سے ڈرنا چاہئے۔ اس کی مشیت کے بغیر کچھ بھی ممکن نہیں ہے۔

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ اس حقیقت کو سورۃ ہود کی آیت نمبر 117 میں بیان فرماتا ہے ''اور تیرا رب ایسا نہیں ہے کہ بستیوں کو ظلم سے تباہ کر دے حالانکہ اس کے باشندے نیک عمل کرنے والے ہوں۔'' اپنے اوپر آنے والی مصیبت کا سبب خارج سے پہلے داخل میں تلاش کرو۔ لوگوں کی اپنی ہی شامت اعمال ہے جو ان کی دنیا اور آخرت دونوں کو برباد کرتی ہے۔ سورہ العنکبوت کی آیت نمبر 40 میں ارشاد ہوتا ہے ''ہر ایک کو ہم نے اس کے قصور ہی پر پکڑا۔ اللہ ان پر ظلم کرنے والا نہیں تھا بلکہ وہ خود ہی اپنے اوپر ظلم کرنے والے تھے۔'' گزشتہ قوموں کی تاریخ اسی عبرت کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمارے سامنے رکھ دی ہے۔ یہ تاریخ زبان حال سے پکار پکار کر کہہ رہی ہے۔

دیکھو مجھے جو دیدہ عبرت نگاہ ہو

سورہ طلاق آیت نمبر 8 میں ارشاد ہوتا ہے ''کتنی ہی بستیاں ہیں جنہوں نے اپنے رب اور اس کے رسولوں کے حکم سے سرتابی کی تو ہم نے ان سے سخت محاسبہ کیا اور ان کو بری طرح سزا دی۔''

اللہ تعالیٰ طویل مدت تک قوموں کو سنبھلنے اور پلٹنے کا موقع دیتا ہے اس دوران تنبیہات کے ذریعے موقع فراہم کرتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف پلٹ آئیں۔ ''اور ہم انہیں بڑے عذاب سے پہلے چھوٹے چھوٹے عذابوں کا مزا چکھاتے رہیں گے شاید کہ یہ باز آ جائیں۔ (سورۃ السجدہ 21) اور پھر یہ بھی ارشاد ہوا کہ یہ صورتحال آپ کے بعض اعمال کا نتیجہ ہے۔ سورۃ الروم کی آیت نمبر 41 میں ارشاد ہوا۔ ''خشکی اور تری میں فساد برپا ہو گیا ہے لوگوں کے اپنے ہاتھوں کی کمائی سے تاکہ مزا چکھائے ان کو ان کے بعض اعمال کا شاید کہ وہ باز آ جائیں۔''

ہم بھی اچانک اس مقام پر نہیں پہنچے ہیں امت مسلمہ کے طویل عرصہ سے بداعمالیوں' فسق و فجور' فحش ومنکرات میں ملوث رہنے سے یہ صورتحال بنی ہے۔ مسلمانوں کی اکثریت اپنے دین سے بے بہرہ باطل کو حق سمجھتے ہوئے گلے سے لگائے بیٹھے ہیں۔ اللہ کی نافرمانی کرنے والوں کو روکنا تو درکنار متوجہ کرنا بھی مشکل ہے۔ حق ناحق اور ناخوب خوب ہو گیا ہے۔ یہ بگاڑ بھی اچانک اس درجہ تک نہیں پہنچا یہ بھی رفتہ رفتہ پہلے سست رفتاری سے اب تیز رفتاری سے اور اس مقام تک پہنچا ہے۔ نبی کریمؐ دین کو غالب اور نافذ کر کے اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ آپؐ کے بعد جب تک مسلمان آخرت کو اپنا مقصود بنائے رہے دین سے غافل نہیں ہوئے اور اسے مکمل طور پر قائم رکھنے کی سعی کرتے رہے تاہم اس کے بعد جیسے جیسے دنیا کی محبت اور فکر' آخرت پر غالب آتی گئی بگاڑ پیدا ہوتا اور بڑھتا گیا۔ جب عامۃ الناس میں دینی انحطاط پیدا ہونے اور بڑھنے لگتا ہے تو دینی شعور رکھنے والے طبقہ کی ذمہ داری بڑھتی چلی جاتی ہے کہ وہ لوگوں کی اصلاح کے لئے سرگرم ہو جائے اور ہر ممکن طریقہ سے اس بگاڑ کو روکنے کی کوشش کرے۔ سورۃ المائدہ کی آیت نمبر 63 میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے اسی طبقہ پر تنقید کی ہے ''کیوں نہ ایسا ہوا کہ ان کے مشائخ اور علماء نے ان کو بری باتیں کہنے اور حرام کے مال کھانے سے منع کرتے؟ یہ بہت برا ہے جو وہ کر رہے ہیں۔''

اسی سورہ کی آیت 79 میں فرمایا ''انہوں نے ایک دوسرے کو برے افعال کے ارتکاب سے روکنا چھوڑ دیا۔'' نبی کریمؐ نے فرمایا ''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم پر لازم ہے کہ نیکی کا حکم کرو اور بدی سے روکو اور جس کو برا فعل کرتے دیکھو اس کا ہاتھ پکڑ لو اور اسے راہ راست کی طرف موڑ دو اور اس معاملہ میں ہرگز رواداری نہ برتو ورنہ اللہ تمہارے دلوں پر بھی ایک دوسرے کا اثر ڈال دے گا اور تم پر بھی اس طرح لعنت کرے گا جس طرح بنی اسرائیل پر کی۔

آج بھی اگر ہم اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں کا اقرار کریں۔ ان پر شرمسار ہوں توبہ واستغفار کریں تو یقیناً اللہ تعالیٰ ہماری توبہ قبول کر کے ہمیں اپنی رحمت سے نوازے گا۔ یکسو ہو جایئے ہمارے مسائل کا حل رجوع الی اللہ' آخرت کو مقصود بنانے' معصیت سے اطاعت کی طرف پلٹ آنے میں ہے اور رسول انقلاب کے طریق انقلاب کو اختیار کر کے دین اسلام کو غالب کرنے میں ہے۔ رجوع الی اللہ' توبہ واستغفار اور غلبہ دین کے لئے تحریک چلایئے خود بھی فحش اور منکر کو اپنی زندگی سے خارج کیجئے اور لوگوں کو بھی اس پر آمادہ کیجئے۔ اس حوالے سے ایک ایسی تنظیم کی ضرورت ہے جو فرقہ پرستی سے پاک خالص اسلامی نظریئے کو پھیلانے کی کوشش کرے اور لوگوں کو دین حق کی طرف بلائے اور غلبہ اسلام کی کوشش کرے (واضح رہے کہ تنظیم اسلامی یہی کچھ کر رہی ہے) اللہ تعالیٰ ہمارا حامی وناصر ہو۔

اصل ریشمی رومال

سید قاسم محمود

مولانا عبید اللہ سندھی اور نصر اللہ خان نے مل کر ایک ماہر کاریگر سے ایک ریشمی رومال اس طرح بنوایا کہ اس کی بناوٹ میں ''معاہدہ'' کی پوری عبارت اور تاریخ حملہ (19 فروری 1917ء) کی منظوری کی عبارت بھی بُن دی گئی تھی۔ یہ عبارت عربی میں تھی اور افغانستان کے امیر حبیب اللہ خان اور اس کے تینوں بیٹوں (یعنی امان اللہ خان' نصر اللہ خان اور عنایت اللہ خان کے دستخط بُننے میں آ گئے تھے۔ پھر اس رومال کے اوپر ان چاروں کے دستخط زرد رنگ کی سیاہی سے کروائے گئے۔ یہ ریشمی رومال زرد رنگ کا تھا جس کی لمبائی ایک گز تھی اور عرض بھی اتنا ہی تھا۔

ایک رُکن تحریک تھے جو پیغام رسانی کے کام پر مامور تھے۔ افغانستان اور ہندوستان میں کپڑے کا کاروبار کرتے تھے۔ ہندوستان کا کپڑا افغانستان لے جاتے اور افغانستان کا کپڑا ہندوستان لاتے۔ اس طرح اُن کا کاروبار بھی اچھا چل رہا تھا اور ساتھ ہی تحریک کی پیغام رسانی کا کام بھی اچھی طرح انجام دیتے تھے۔ وہ شیخ الہندؒ سے بیعت تھے اور آپ کی اس تحریک کے معتمد علیہ رکن بھی تھے۔ یہ نومسلم نوجوان تھے۔ انگریزی میں ایم اے تھے۔ معاملہ فہم اور زیرک شخص تھے۔ ان کا اسلامی نام شیخ عبدالحق تھا۔ یہ بنارس کے ایک ہندو رئیس کے بیٹے تھے۔ اسلام کی خاطر سب کچھ قربان کر دیا۔ یہ ریشمی رومال شیخ عبدالحق کے حوالے کیا گیا۔ یہ حسب ہدایت رومال لے کر پشاور پہنچے۔ رومال اُن کے کاروباری پارچہ جات میں تہ کیا ہوا تھا۔ انہوں نے اسی قسم کے رومال پانچ درجن خرید لئے تھے اور انہی میں یہ خفیہ رومال بھی رکھوا لیا تھا۔ اس لئے سرحد پر کسی کو پتہ نہ چل سکا۔ اُن کو ہدایت کی گئی تھی کہ اگر ممکن ہو سکے تو حیدر آباد سندھ جا کر شیخ عبدالرحیم کو دے دیں اور شیخ عبدالرحیم کو مولانا ہادی حسن پہلے پروگرام دے چکے تھے کہ یہ رومال لے کر حج کو جائیں اور وہاں شیخ الہندؒ کے حوالے کر دیں۔ اور اگر شیخ عبدالحق کو کوئی خطرہ لاحق ہو جائے تو یہ رومال پشاور میں تحریک کے رکن خان بہادر حق نواز کو دے دیں۔

چنانچہ شیخ عبدالحق کا پہلے تو یہی ارادہ تھا کہ خود حیدر آباد سندھ جائیں گے اور یہ امانت منزلِ مقصود تک پہنچا دیں گے' مگر پشاور اور سرحد پر اس دفعہ اتنی پوچھ گچھ اور تلاشی ہوئی کہ آپ کو خطرہ محسوس ہوا اور آپ نے ارادہ بدل دیا اور ریشمی رومال پشاور ہی میں حق نواز کے حوالے کر کے ہدایات دے دیں۔ حق نواز کو یہ امانت رات کو نو بجے ملتی ہے۔ آپ اسے سحری کے وقت چار بجے روانہ کر دیتے ہیں اور آپ کے اعتمادی آدمی نے یہ ریاست بہاول پور میں دین پور کے سجادہ نشین خواجہ غلام محمد کو دے دی تھی۔ وہ بخیر و عافیت ریشمی رومال کی امانت خواجہ صاحب کو پہنچا دیتا ہے۔

اُدھر پشاور میں فجر کی نماز سے پہلے ہی حق نواز خان کے مکان پر فوج کا چھاپہ پڑتا ہے۔ لیکن وہ چیز تو اب نکل چکی تھی۔ خان صاحب کو گرفتار کر لیا گیا اور زبردست پوچھ گچھ ہوئی۔ لیکن خان صاحب مضبوط رہے اور فوج والے جو کچھ پوچھتے رہے آپ انکار کرتے رہے۔ ایک ماہ کے بعد آپ کو رہا کر دیا گیا۔ اُدھر دین پور میں امانت پشاور سے صبح چل کر دوسرے دن صبح تقریباً دس بجے پہنچتی ہے۔ جنگ کا زمانہ تھا۔ خواجہ صاحب نے بھی ایک معتمد آدمی کے ہاتھ دو گھنٹے کے بعد بارہ بجے سندھ روانہ کر دی۔ یہ امانت تو خواجہ صاحب نے سندھ روانہ کر دی لیکن شام کے چار بجے اُن کے پاس فوج پہنچ گئی۔ مکان کا محاصرہ کر کے تلاشی شروع ہوئی جس کا سلسلہ رات کے دس بجے تک رہا۔ مگر کچھ برآمد نہ ہوا۔ پھر خواجہ صاحب کو پہلے بہاول پور' پھر فیروز پور لے جا کر زبردست پوچھ گچھ ہوئی۔ آپ نے کچھ نہ بتایا تو انہیں حوالات میں ڈال دیا۔ چار ماہ بعد رہائی ہوئی۔

''ریشمی رومال'' کی امانت دوسرے دن ظہر کے وقت شیخ عبدالرحیم صاحب کو ملتی ہے۔ وہ عشاء کو ریشمی رومال کو اپنے ایک کپڑے میں رکھ رہے تھے کہ حلیہ بدل کر ابھی گھر سے روپوش ہو جاتا ہوں۔ انہوں نے حلیہ بدل لیا تھا۔ اب صرف ریشمی رومال کو اپنے ایک فقیرانہ رومال میں چھپانا چاہتے تھے۔ انہوں نے اپنا فقیرانہ رومال نکالا ہوا تھا۔ ہاتھ میں سوئی دھاگہ لئے اس کو سی رہے تھے کہ اچانک فوج دیواریں پھاند کر اندر آ گئی۔ انہوں نے ریشمی رومال پر قبضہ کر کے اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اتنے میں شیخ صاحب بھی دیواریں پھاند کر فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے اور ایسے فرار ہوئے کہ آج تک پتا نہیں چلا۔ آپ اچاریہ کرپلانی کے حقیقی بھائی تھے۔ مولانا عبید اللہ سندھی کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور اسلامی نام شیخ عبدالرحیم رکھا۔ غالباً آپ اس لئے روپوش ہوئے کہ حکومت کے تشدد سے گھبرا کر میں تحریک کے راز نہ بتا دوں' جس سے کہ میرے بزرگوں کو تکلیف ہو۔ کہتے ہیں کہ آپ روپوشی کی حالت میں روس چلے گئے۔ بعض کا خیال ہے کہ ہندوستان ہی میں فقیری کی حالت میں رہے اور آخر سرہند میں انتقال کر گئے۔ لیکن اتنی بات یقینی ہے کہ انہوں نے اپنے مذہب اور قوم کی خاطر بڑی قربانی دی۔

غرضیکہ یوں ریشمی رومال حکومت کو مل گیا اور اس کے ذریعے سے راز ہائے سربستہ معلوم کر لئے گئے۔ اس سے پہلے بھی تحریک کی رپورٹ سی آئی ڈی حکومت کو دیتی رہی تھی' مگر اُن کے پاس کوئی ثبوت نہیں تھا۔ اب جبکہ حکومت کو پکا ثبوت مل گیا تو سی آئی ڈی کی پچھلی سب رپورٹوں پر یقین ہو گیا۔ اب رہی یہ بات کہ ریشمی رومال کی رپورٹ حکومت کو کس نے پہنچائی۔ مولانا سندھی کو کسی نے غلط بتایا ہے کہ حق نواز خان نے یہ خبر حکومت کو دی یا یہ کہ رومال ہی اُن کے حوالے کر دیا' اس لئے کہ ریشمی رومال حکومت کو یقیناً سندھ سے ملا ہے۔ اسی طرح یہ بھی غلط ہے کہ حق نواز نے ڈر کر حکومت کو یہ معاملہ بتا دیا تھا۔ یہ محض قیاسات ہیں' ورنہ حق نواز خان بڑے مضبوط دل گردے کے مالک تھے پھر یہ بھی تو سوچنا چاہئے کہ اگر حق نواز خان نے دین پور (ریاست بہاول پور) کا پتا دیا تھا تو پہلے حق نواز خان کی خبر کس نے دی کہ رات کو انہیں خط ملتا اور صبح سویرے ہی ان پر چھاپہ پڑتا ہے؟ مزید برآں' شیخ عبدالحق کی سرحد اور پشاور میں تلاشی کیوں لی جاتی ہے اور پوچھ گچھ کی جاتی ہے؟ یہ باتیں کس نے بتائیں؟ حقیقت یہ ہے کہ سب خبریں اور ان کے مقامات کے پتے اور ریشمی رومال کی پوری تفصیل امیر حبیب اللہ خان اور اس کے بیٹے عنایت اللہ خان نے انگریز کو بتا دی تھیں اور بذریعہ لاسلکی یہ سب خبریں ہندوستان پہنچائی جا چکی تھیں۔ امیر حبیب اللہ خان کے یہی کارنامے تھے جو اُس کے لئے جان لیوا ثابت ہوئے اور عنایت اللہ خان کے بھی ولی عہدی کے سب خواب پریشان ہو گئے۔

ریشمی رومال کے بعد

جب سی آئی ڈی کی سب اطلاعات کی تصدیق ہو گئی اور ریشمی رومال کی عبارت سے حکومت برطانیہ کو انقلابیوں کے ارادوں اور ترکی حکومت کی پالیسی کی قطعی تصدیق ہو گئی تو اس نے مناسب اقدامات کو عملی جامہ پہنانا شروع کر دیا۔ حبیب اللہ خان تو جاسوسی کر کے انگریز کی زد

سے بچ گیا' صرف اتنا ہوا کہ انگریز کے کہنے پر کابل میں سب انقلابیوں اور ان کے لیڈروں کو گرفتار کر لیا' حتیٰ کہ حبیب اللہ خان قتل ہوتا ہے اور امان اللہ خان تخت پر قابض ہوتا ہے تو پھر یہ لوگ رہا ہوتے ہیں۔ اِدھر ہندوستان میں بھی حکومت نے پکڑ دھکڑ کا سلسلہ شروع کر دیا اور ہر مشتبہ آدمی کو گرفتار کر لیا گیا اور بہت سے لوگوں کو نظر بند کر دیا اور ہر اُس مقام پر فوج بھیج دی' جہاں بغاوت اور گڑبڑ کا خطرہ تھا۔ مزید برآں شمال مغربی سرحد پر بہت زیادہ فوج بھیج دی اور دوسرے حفاظتی انتظامات بھی اختیار کیے گئے۔ اُدھر ترکی کے خلاف بھی اعلانِ جنگ کر دیا اور ترکی کی ہر سرحد پر جنگ شروع ہوگئی۔ ایران میں فوجیں داخل کر کے افغانستان اور ترکی کے درمیانی رابطے کو ختم کر دیا۔ ترکی کے خلاف عربوں کو بغاوت پر آمادہ کیا اور اس کام کے لئے شریف مکہ کو آلۂ کار بنایا اور اُس نے غداری کر کے ترکی حکومت سے بغاوت کر دی اور عربوں کو ''عرب قومیت پرستی'' کے پُر فریب نعرے سے متاثر کر کے ترکی کو پورے مشرق وسطیٰ سے نکال دیا۔ اور عربوں نے ترکوں پر وہ مظالم کیے کہ خدا کی پناہ۔ رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہندوستانی اور عربی علماء سے ترکی کے خلاف کفر کے فتوے صادر کرائے اور دنیا میں یہ پروپیگنڈا کرایا کہ نعوذ باللہ ترک مسلمان نہیں رہے۔ ان کی خلافت ختم ہوگئی ہے اور اُن کے خلاف جہاد کرنا فرض ہے۔ چنانچہ ہندوستان و عرب کے علماء نے دل کھول کر کفر کے فتوے دیئے۔ پھر انہی فتووں کو اپنے مخالف علماء کو کچلنے کے لئے بہانہ بنایا کہ جو عالم ترکی کے خلاف کفر کا فتویٰ نہ دے' اُس کو قید یا نظر بند کر دیا جاتا اور اُن کو مختلف طریقوں سے تنگ کیا جاتا۔ چنانچہ شیخ الہندؒ کی گرفتاری کا بہانہ پہلے ہی بنایا گیا تھا۔ اگرچہ بعد میں مصر کی عدالتی کارروائی سے پتا چل گیا کہ یہ گرفتاری درحقیقت اس انقلابی تحریک کا نتیجہ ہے۔ فتویٰ تو ویسے اُن کی گرفتاری کے لئے بہانہ تھا' اس لئے کہ حکومت برطانیہ تحریک کے رازوں سے لوگوں کو مطلع نہیں ہونے دیتی تھی' مبادا کوئی اشتعال پیدا نہ ہو جائے۔ یہی وجہ ہے کہ فتوے کا بہانہ بنا کر شریف مکہ کو گرفتاری کا حکم دیا۔ خلاصہ یہ کہ حکومت برطانیہ نے تحریک کو کچلنے کے لئے جو انتظامات کیے وہ یہ تھے:

(1) افغانستان میں تحریک کے لیڈروں کی گرفتاری
(2) ہندوستان میں تحریک کے کارکنوں کی گرفتاری اور نظر بندی
(3) سرحد پر اور دوسرے اہم مقامات پر فوج کا اجتماع
(4) ایران میں فوجیں داخل کرنا۔
(5) ترکی پر حملہ
(6) ترکی کے خلاف عربوں کی بغاوت
(7) ترکی کے لئے کفر کا فتویٰ

یہ مجموعی سات انتظامات تھے۔ باقی رہے تحریک والے' سو اُن میں سے بہت سے تو گرفتار ہو گئے' جو باقی بچے' اُن میں زیادہ وہی تھے جو اندرونِ ملک رہتے تھے اور وہ از خود کچھ بھی نہیں کر سکتے تھے۔ لہٰذا مجبوراً خاموشی اختیار کرنی پڑی اور خاموش رہے۔ اور جو سرحدوں پر رہتے تھے اور کچھ کر سکتے تھے انہوں نے کام کیا۔ چنانچہ ''اوگی'' کے مقام پر بھی قبائلیوں نے حملہ کیا اور تین سال تک متواتر لڑتے رہے۔ اسی طرح حاجی صاحب ترنگ زئی بھی لڑے اور قبائل کو اکٹھا کر کے تین سال مقابلہ کرتے رہے۔ اسی طرح قلات اور لس بیلہ کے قبائل نے بھی لڑائی لڑی اور پورے دو سال لڑتے رہے۔ پس ان تین مقامات پر تو چونکہ لڑ سکتے تھے' اس لئے خوب لڑے' باقی ہندوستان کے لوگ کچھ نہ کر سکتے تھے اور نہ کچھ کیا۔ اس لئے کہ وہ مجبور تھے' البتہ افغانستان والوں نے اندر رہ کر بھی خوب کام کیا۔ انہوں نے اندر سے تحریک چلائی اور آزاد خیال لوگوں کو امان اللہ خان کے ساتھ ملنے کا حکم دیا اور رہا ہونے پر اُس نے ہندوستان پر حملہ کر دیا۔ اس صورت حال میں اب ہندوستان کا فتح کرنا تو ممکن نہیں تھا' اس لئے کوہاٹ تک قبضہ کر لینے کے بعد انگریز نے ان کی آزادی و خود مختاری کو تسلیم کر لیا اور انہوں نے ان کا یہ مفتوحہ علاقہ واپس کر دیا اور پہلی مقررہ سرحدوں پر راضی نامہ ہو گیا۔ گویا جنگ کے نتیجے میں افغانستان کو صرف آزادی ملی۔ یہ بھی غنیمت تھی' اس لئے اسی پر اکتفا کر لیا گیا۔ شیخ الہندؒ کو مکہ مکرمہ میں گرفتار کر کے فوجی عدالت میں مقدمہ چلایا گیا۔ کوئی ثبوت نہ ملنے کی وجہ سے مالٹا میں جنگی قیدی کر کے بھیجا گیا۔ جنگ کے خاتمے تک آپ کو وہیں رکھا گیا۔ جنگ ختم ہونے پر آپ کو رہا کر دیا گیا اور آپ واپس ہندوستان تشریف لے آئے۔ تحریک خلافت میں کچھ عرصہ کام کر کے انتقال فرمایا۔

خلاصہ یہ کہ تحریک والے انقلابی بھی کچھ گرفتار ہوئے۔ کچھ گھروں میں مجبوراً خاموش بیٹھے رہے۔ کچھ افغانستان میں گرفتار ہوئے۔ پھر رہا بھی ہوئے اور بعض ایسے بھی تھے جو دوسرے ملکوں میں تھے۔ وہ وہاں ہی رہے۔ صوبہ سرحد کے قبائل نے مردانہ وار مقابلہ کیا۔ بعض ملک سے باہر ہی گرفتار ہوئے اور گرفتار رہے' جیسے شیخ الہندؒ۔ بعضوں نے ایسی کمزوری دکھائی کہ انگریز کو سارے واقعات اور راز بتائے۔ یوں ریشمی رومال کی تحریک ناکام ہو کر ختم ہوئی۔

ریشمی رومال کی تحریک کیوں ناکامی ہوئی؟ اس تحریک کی ناکامی کے اسباب کیا تھے؟ ان سوالوں کا جواب آئندہ قسط میں پیش کیا جائے گا۔ اس کے بعد یہ تحریک ''ندائے خلافت'' کے اوراق میں بھی ختم ہو جائے گی' اور اگلی تحریک کا قصہ چھڑے گا۔

(جاری ہے)

بقیہ: انفاق فی سبیل اللہ

وہی نام بتایا جو مسافر نے بادلوں میں سے غیبی آواز سے سنا تھا۔ اس نے پوچھا کہ تم نے میرا نام کیوں پوچھا ہے؟ مسافر نے کہا کہ میں نے بادل والے یعنی اللہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ فلاں شخص کے باغ کو سیراب کر دے۔ تو بتاؤ تم اپنے باغ کے ساتھ کون سا عمل ایسا کرتے ہو کہ تمہیں اللہ تعالیٰ کا اس قدر قرب حاصل ہو گیا کہ جس کی وجہ سے یہ اللہ کی رحمت تم پر ہوئی ہے۔ باغ والے نے کہا جب تم مجھ سے پوچھ بیٹھے ہو اور تم معاملہ سے واقف ہو گئے ہو تو تمہیں بتاتا ہوں کہ اس باغ سے جو کچھ مجھے حاصل ہوتا ہے اس کے میں تین حصے کرتا ہوں' ایک تہائی میں اللہ کے نام پر نکال دیتا ہوں' ایک تہائی اپنے بال بچوں کے لئے رکھتا ہوں اور ایک تہائی اسی باغ میں' یعنی اس کی سینچائی اور اس کی نگہداشت پر لگا دیتا ہوں۔

جان لیجئے کہ اگر اللہ کی راہ میں مال خرچ کیا جائے تو اس کی روح کیا ہے؟ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ اللہ کی رضا کے لئے ہو دکھاوے کے لئے نہ ہو۔ جو اللہ کی رضا کے لئے خرچ کرتے ہیں ان کے بارے میں فرمایا: ''ان کی مثال جو اللہ کی رضا کے لئے خرچ کرتے ہیں اس دانے کی طرح ہے جسے بویا گیا تو اس سے سات بالیں نکلیں' اور ہر بالی میں سو دانے ہوں''۔ یعنی اللہ اسے سات سو گنا بڑھا کر دیتا ہے۔ اور اللہ جس کیلئے چاہتا ہے اس سے بھی زیادہ بڑھا کر دیتا ہے' اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والا اور علم والا ہے''۔ چنانچہ انفاق کی روح یہ ہے کہ اللہ کی رضا کے لئے خرچ کیا جائے اور اچھے سے اچھا مال اللہ کی راہ میں دیا جائے۔

دوسری اہم بات یہ ہے کہ اگر دیا جائے تو پھر کسی کو تکلیف نہ دی جائے اور نہ جتلایا جائے۔ اللہ نے فرمایا: ''اے ایمان والو! اپنے صدقات کو کسی کو تکلیف دے کر اور جتلا کر باطل نہ کر دو۔'' اسی طرح مال حلال ذریعے سے کمایا ہو۔ صدقہ وہی قبول ہوگا جو حلال سے ہو۔ آپ کو یہ حدیث یاد ہوگی کہ جب تک انسان پانچ سوالوں کا جواب نہ دے لے گا اس کے قدم نہ ہل سکیں گے۔ ان میں ایک سوال یہ ہوگا کہ مال کیسے کمایا اور کیسے خرچ کیا؟ بعض دفعہ انسان حلال سے کماتا اور حرام پر خرچ کر دیتا ہے۔ بعض دفعہ حرام سے کماتا ہے اور حلال پر خرچ کرنا چاہتا ہے تاکہ نیکی حاصل ہو جائے۔ یہ اس کا خیال خام ہے۔ تو ان ساری چیزوں کو مدنظر رکھنا ہوگا' پھر اجر بے حساب ملے گا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ لوگو! اپنے مال کو خرچ کرو اور اپنا مال وہاں جمع کرو جہاں نہ کیڑا لگنے کا ڈر ہے نہ ڈاکہ پڑنے کا ڈر ہے۔ اور میں تم سے صاف کہتا ہوں کہ جہاں انسان کا مال ہوتا ہے وہیں اس کا دل ہوتا ہے۔

(مرتب: محمد یونس جنجوعہ)

وردی اور ٹرسٹ وردی

محمد سمیع

یہ کتنی عجیب بات ہے کہ ایک صدر مملکت ٹرسٹ وردی نہ رہے!

لیکن تمہیں داد دینی چاہئے کہ انہوں نے دنیا کے سامنے اپنا ورتھ شو کیا ہے۔ اب دنیا کو اس سے غرض نہیں کہ وہ وردی میں رہیں یا بغیر وردی رہیں۔

ہمارے لئے تو دنیا بھی ٹرسٹ وردی نہیں کیونکہ انہیں اپنا مفاد عزیز ہے۔ جس لحہ بھی دنیا نے یہ محسوس کیا کہ اب انہیں ہمارے صدر مملکت کی خدمات کی ضرورت باقی نہیں رہی' وہ ان کے لئے بھی ٹرسٹ وردی میں نہیں رہیں گے۔ اور جب ٹرسٹ ختم ہو جائے تو انجام معلوم۔ لہٰذا ہمارے صدر مملکت کو بھی دنیا پر اتنا ٹرسٹ نہیں کرنا چاہئے۔

لیکن آپ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے صدر مملکت دنیا پر اتنا ٹرسٹ کرتے ہیں؟ کیا وہ ایک وردی انسان نہیں' وہ تو اتنے وردی میں ہیں کہ انہوں نے پارلیمنٹ پر اپنی وردی کے تسلط کو خود ارکان پارلیمنٹ کے ذریعہ منظور کروالیا ہے۔

ہاں یار اس معاملے مین تو ارکان پارلیمنٹ بھی ٹرسٹ وردی نہیں۔ بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ یہ گریجوایٹ ارکان اسمبلی ورتھ لیس ثابت ہوئے ہیں۔ بھلا بتاؤ تو سہی کہ انہوں نے جمہوری پارلیمان کو خود ہی وردی پہنا دی ہے۔ کیا ایسے لوگ اس قابل ہیں کہ اس پارلیمان میں بیٹھ سکیں۔

گریجویٹ ارکان اسمبلی پر کیا منحصر ہے' یہ کام تو ہمارے سیاست داں عرصے سے کرتے چلے آ رہے ہیں۔

بھئی وہ کیسے؟

یار آپ بھولے بادشاہ ہیں۔ کیا ماضی میں سیاستدانوں نے حکومت کی اپوزیشن میں بارہا فوج کو یہ دعوت نہیں دی کہ وہ حکومت کو برطرف کر کے عنان اقتدار خود سنبھال لیں۔

گویا ان سیاست دانوں اور گریجویٹ ارکان اسمبلی میں کوئی فرق نہیں۔

نہیں ایسی بات نہیں۔ گریجوایٹ ارکان اسمبلی آخر کو گریجوایٹ ٹھہرے۔ انہوں نے وردی کی حمایت میں قرارداد پاس کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ وہ اور سیاستدانوں سے زیادہ وردی ہیں۔ انہوں نے وردی کی حمایت کو قانونی شکل دے دی ہے۔ اس طرح انہوں نے ثابت کیا ہے کہ وہ پڑھے لکھے لوگ ہیں۔

اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ قوم کے لئے نہ سیاستداں ٹرسٹ وردی ہیں اور نہ فوجی جنرل۔

اس میں کیا شک ہے کہ دونوں فریق' یعنی وردی والے اور بغیر وردی والے دونوں برابر ہیں۔

اب خود ہی ایمانداری سے فیصلہ کریں کہ وردی والوں کے خلاف اتنا شور و غوغا عبث ہے کہ نہیں۔

یار مجھے تو آپ بھی ٹرسٹ وردی نہیں لگتے بلکہ وردی والوں کے حامی لگتے ہیں۔

آپ صرف مجھے یہ الزام کیوں دے رہے ہیں۔ اس حوالے سے تو آپ کو یہ کہنا چاہئے کہ ہماری پوری قوم ٹرسٹ وردی نہیں۔

بھئی وہ کیسے؟

اس طرح کہ قوم ایسے دن ان ٹرسٹ وردی سیاستدانوں پر بھی ٹرسٹ کرتی ہے جو اس کے ٹرسٹ کو ڈیمج کرتے ہیں۔ دوسری طرف وہ ہر جنرل کو جب وہ اقتدار پر قبضہ کرتا ہے اپنا مسیحا قرار دیتے ہیں۔ اس کی آمد پر اس سے بے جا توقعات وابستہ کر لیتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے جو اپنے حلف کی خلاف ورزی کر کے سیاست میں خود کو ملوث کرتے ہیں۔ گویا کہ اپنے اس عمل کے ذریعے اعلان کر رہے ہیں کہ لوگو! ہم ٹرسٹ وردی نہیں۔ کیا کوئی ٹرسٹ وردی قوم ایسے لوگوں پر ٹرسٹ کر سکتی ہے؟

گویا کہ آپ نے قصہ ہی ختم کر دیا۔ سیاست داں ہوں' جنرل ہوں یا خود عوام ہوں کوئی بھی ٹرسٹ وردی نہیں۔ لہٰذا شیروانی ہو یا وردی' کیا فرق پڑتا ہے؟

پریس ریلیز

3دسمبر 2004ء

پنجاب حکومت کی طرف سے قرآن بورڈ اور اس سے منسلکہ نظام کے قیام کا فیصلہ لائق تحسین ہے' کیونکہ ایک مسلم معاشرے میں قرآن حکیم کا جو صحیح مقام ہونا چاہئے یہ اس کی طرف ایک اہم قدم ہے۔ تاہم اس اقدام کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ ہمیں اپنے انفرادی و اجتماعی معاملات میں بھی قرآنی تعلیمات ہی سے رہنمائی لینی چاہئے۔ یہ بات امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے مسجد دارالسلام باغ جناح میں خطاب جمعہ کے اختتام پر کہی۔ انہوں نے کہا کہ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ پنجاب حکومت نے جہاں قرآن کے مقام کے حوالے سے صحیح قدم اٹھانے کا فیصلہ کیا ہے وہاں انعامی ٹکٹوں جیسی جوئے پر مبنی سکیموں کی سرپرستی کر کے خلاف قرآن معاملات کی ترغیب دے رہی ہے' جو سراسر اللہ کو ناراض کرنے کے مترادف ہے۔ حافظ عاکف سعید نے کہا کہ حکومت کو چاہئے کہ جو معاملات اب تک ملک میں چل رہے ہیں انہیں بھی قرآن و سنت کے مطابق بنائے اور آئندہ جو قانون بنایا جائے قرآن و سنت ہی کے مطابق بنایا جائے' بصورت دیگر ایک فرمان نبویؐ کی رو سے کہیں روز محشر قرآن حکیم ہی ہمارے خلاف گواہ نہ بن جائے۔

قبل ازیں حافظ عاکف سعید نے خطاب جمعہ کے دوران نظام جمعہ پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ نماز جمعہ کی حیثیت مسلم کمیونٹی کے ہفتہ وار اجتماع کی ہے جبکہ خطبہ جمعہ کا مقصد تذکیر و تعلیم قرآن ہے اور یہ مسلمانوں کے قرآن حکیم کی تعلیمات سے مسلسل تعلق کا ایک عظیم نظام ہے۔

(جاری کردہ: شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی' پاکستان)

اگر ہم مومن ہوتے!

بنت جمیل احمد

اخبار میں ''ہم نے کارگل سے کیا سیکھا'' کے عنوان سے محمد جاوید اقبال صاحب کا ایک کالم نظر سے گزرا تو جناب جہاں تک کارگل سے سیکھنے کی بات ہے تو سیکھنے کا تعلق علم سے ہوتا ہے اور علم کے تو سارے دروازے ہم اپنے اوپر بند کر چکے ہیں ہم صرف ایک زبان سیکھتے اور سمجھتے ہیں اور وہ ہے امریکہ کی۔ کل تک ہم نے جہاد اور مجاہدین کا درس لیا اور آج وہی لوگ دہشت گرد ہیں۔ کل کشمیر ہماری شہ رگ تھا اور آج ہندوستان ہمارا دوست ہے۔ اور رہی بات ہماری قوم کے جذبات کی جو کشمیر کے ساتھ ہیں ان کا یہ حال ہے کہ جو ملک 56 سالوں سے ہمارے مسلمان بھائیوں کے خون سے ہولی کھیل رہا ہے' اور بہنوں کی عزت و آبرو تار تار کر رہا ہے' ہم پاکستانی ان کی ثقافت' فلموں اور ڈراموں کے دلدادہ ہیں۔ کیبل کے ذریعے روز بروز پھیلتی ہوئی ہندوستانی ثقافت اور بے حیائی ہمارے کشمیر کے ساتھ تعلق کو بے نقاب کر رہی ہے۔ حکمرانوں سے کیا شکایت۔ احادیث میں آیا ہے کہ جب کوئی قوم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا راستہ چھوڑ کر گمراہی کا راستہ اختیار کر لے تو ظالم اور نا اہل حکمران ان پر مسلط کر دیئے جاتے ہیں۔ سونیا گاندھی نے کتنے سال پہلے ہی اپنے بیان میں پاکستان کو آئینہ دکھایا تھا کہ ''ہم پاکستان سے ثقافتی جنگ جیت چکے ہیں''۔

ہم کشمیر کے لئے کیا جذبات رکھیں گے جو قوم اپنے اتنے بڑے محسن ڈاکٹر قدیر خان کے ساتھ اس شرمناک سلوک پر خاموش رہی' اپنے ہی ملک میں اپنے بھائیوں کے خلاف وانا آپریشن جیسے ایشو پر سوئی رہی۔ عرفان صدیقی صاحب نے صحیح کہا تھا ہم ان 59 قبور میں سے ایک قبر ہیں جس میں 14 کروڑ لاشیں میٹھی نیند سو رہی ہیں۔ آپ کشمیر کے ساتھ بے وفائی کی بات کرتے ہیں ہم کس کس کے ساتھ بے وفائی کا ماتم کریں گے۔ کشمیر' افغانستان' طالبان اور سب سے بڑھ کر اللہ رب العزت کے ساتھ کیا ہوا عہد توڑنے کی سزا جو ہمیں بہت سی صورتوں میں مل رہی ہے اس بے وفائی کے بارے میں کیا خیال ہے۔ جو 57 سال پہلے مسجدوں میں دعائیں مانگی گئیں کہ یا اللہ ہمیں ایسا خطہ زمین عطا کریں جس میں ہم شریعت و اسلام کا نفاذ کریں جسے سورۃ المدثر میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ﴾

یعنی اپنے رب کو بڑا جانو تمام نظام زندگی میں چاہے سیاست ہو' معیشت' معاشرت تا کہ دین کل کا کل اللہ کے لئے ہو جائے مگر یہاں ہم نے پھر دھوکہ کھایا اور صرف مسجدوں میں اللہ اکبر کی اذان دے کر سمجھ بیٹھے کہ اللہ کو بڑا کرایا اور جزوی اور ادھوری اطاعت پر ہی اکتفا کر بیٹھے جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ!'' ہم آج بھی چند مراسم عبودیت میں لگے ہیں جس کے بارے میں علامہ اقبال نے بڑا پیارا نقشہ کھینچا تھا کہ ؎

ملا کو جو ہے ہند میں سجدے کی اجازت
ناداں یہ سمجھتا ہے کہ اسلام ہے آزاد

ہم نے اسلام کو بطور دین نافذ کرنے کی بجائے ''جیسے چاہو جیو'' کا اصول اپنایا اور آج تک ہماری عدالت میں انگریزی قانون ہے معیشت میں سود ہے اور معاشرے میں وہی بے پردگی اور بے حیائی کا تیزی سے پھیلتا ہوا سیلاب ہے۔ ''ہم کارگل اور کشمیر کے مقاصد کیسے حاصل کر سکتے ہیں جبکہ ابھی پاکستان بننے کا مقصد ہی پورا نہیں کر سکے اور اس بدعہدی کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے ہم پر منافقت تھوپ دی۔ حدیث میں ہے قرآن کی وجہ سے کچھ لوگوں کو عروج حاصل ہوگا (اور اس کو چھوڑنے کی وجہ سے) ذلت سے وہ دوچار ہوں گی۔

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور ہم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

اور آج ہم ضربت علیھم الذلۃ والمسکنۃ وباء وا بغضب من اللہ کی مجسم تفسیر ہیں اور اس ادھورے عمل پر قرآن کریم میں جو سزا سنائی گئی ہے وہ سورۃ البقرہ آیت 85 میں بیان کی گئی ہے کہ تم کتاب کے ایک حصے کو مانتے ہو اور ایک کا انکار کرتے ہو اس کی سزا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ دنیا کی زندگی میں تمہیں ذلیل و خوار کر دیا جائے اور آخرت میں شدید عذاب میں جھونک دیا جائے اور آج یہ حدیث ہماری پوری امت مسلمہ پر صادق آتی ہے۔ نبی ﷺ اپنے صحابیوں کے درمیان فرماتے ہیں کہ میری امت پر ایک وقت ایسا آئے گا کہ غیر مسلم اقوام ان پر ایسے ٹوٹ پڑیں گیں جیسے بھوکے دسترخوان پر جبکہ مسلمان تعداد میں بھی زیادہ ہوں گے' مگر وہ صرف نام کے مسلمان رہ جائیں گے اور ان کے اندر منافقت کی بیماری پیدا ہو جائے گی جن کے بارے میں سورۃ المنافقون میں فرمایا ہے کہ ان کی باطنی کیفیت میں جو بزدلی' کمزوری اور ضعف ہوگا ان کی تعبیر ان الفاظ میں بیان فرمائی کہ جب بھی کوئی بلند آواز کان میں پڑتی ہے تو یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ شامت آ گئی اور ان کے دل لرز اٹھتے ہیں اور جس قوم کے دل دشمن کے خوف سے لرز اٹھیں وہ کسی محاذ پر کیسے جم کر رہ سکتی ہے۔ سورۃ آل عمران کی آیت نمبر 139 میں آتا ہے کہ ''نہ مایوس ہو اور نہ غم کرو تم ہی کامیاب رہو گے اگر تم مومن ہو''۔

بے شک آپ نے بالکل درست کہا کہ مومن ہی کامیاب ہوں گے مگر پہلے اپنا محاسبہ تو کریں ہم کیا ہیں مومن ہیں یا منافق۔ سورۃ الانفال میں اللہ تعالیٰ مومنوں کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ''سچے مومن تو وہ ہیں جن کے دل اللہ کا ذکر سن کر لرز جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیات ان کے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے' اور وہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں' اور ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں ایسے ہی لوگ حقیقی مومن ہیں۔

یہ ہیں وہ مومن بندے جن کے لئے نہ کوئی حزن ہے' نہ کوئی مایوسی بلکہ اللہ کی مدد نصرت و تائید کی قرآن میں وعدے ہیں جبکہ اس کے برعکس منافقین کے لئے جہنم میں سب سے نچلے درجے کی وعید آئی ہے اور دنیا میں ذلت و رسوائی ان کا مقدر ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں اور منافقوں دونوں کی دنیا اور آخرت کا نقشہ قرآن میں واضح فرما دیا اب ہمیں اس Formula میں اپنے آپ کو Put کر کے دیکھنا ہے کہ من حیث القوم ہم کس کیٹگری میں آتے ہیں منافق ہونے کی صورت میں بھیانک انجام سے اگر بچنا چاہتے ہیں تو ہماری پوری قوم کو اجتماعی توبہ کرنی ہوگی اور پھر اپنی اصلاح قرآن اور سنت کے مطابق کر کے ہی ہم مومن کی صف میں کھڑے ہو سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نصرت کے ساتھ کامیابیوں کی امید باندھ سکتے ہیں۔

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

مجالسِ ذکر

اللہ تعالیٰ کو راضی کرو عبادت سے
رسول اللہ ﷺ کو راضی کرو اطاعت سے
اور مخلوقِ خدا کو راضی کرو خدمت سے

کتاب کھولتے ہی پہلے صفحے پر یہ تین مختصر جملے دل و دماغ کو اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں۔ کتاب کے عنوان ''مجالسِ ذکر'' سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ اوراد و وظائف کا مجموعہ ہوگا' لیکن موضوعات کے عنوانات کی طویل فہرست پر نظر پڑی تو معلوم ہوا کہ جن تین مختصر جملوں میں قرآن مجید کا خلاصہ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علیؒ نے اپنے حاصل مطالعہ کے نچوڑ کے طور پر بیان فرمایا تھا' اُن کے منجھلے فرزند مولانا عبیداللہ انور (متوفی 1985ء) نے ان تین جملوں کی وضاحت اور تشریح ذکر و فکر کی ''مجلس'' میں عطا کر دی تھیں۔ سینکڑوں عنوانات میں سے چند ملاحظہ ہوں: دعا عبادت کا مغز ہے' اطمینانِ قلب ذکر اللہ سے حاصل ہوتا ہے' جہاد افضل العبادات' ذکر اللہ عبث نہیں' توکل علی اللہ' ظاہر اور باطن کی صفائی' مال اور اولاد کی ذمہ داریاں' اپنی تجارت کی فکر' پیارے نبی ﷺ کا یومِ ولادت منانے کا صحیح طریقہ' صحبتِ صالحین' عشرہ ذی الحج' رزقِ حلال' خشکی اور تری میں فساد کا پھیلاؤ' اسلام غالب رہنے کے لئے آیا ہے' خوفِ خدا' اولاد کی تربیت' کامل کی صحبت کا اثر' اتباعِ سنت وغیرہ۔

یہ تمام مضامین پہلے خطبہ جمعہ' پھر مجلس ذکر' پھر ہفت روزہ ''خدام الدین'' کا طویل سفر طے کرتے ہوئے اب کتابی صورت میں مدون ہوئے ہیں۔ شیخ التفسیر مولانا لاہوری کا طریقہ یہ تھا کہ آپ ہر شبِ جمعہ ''مجالسِ ذکر'' سے خطاب فرماتے' جسے ٹیپ ریکارڈ کی مدد سے سپردِ قلم کیا جاتا اور ہر ہفتے کے ''خدام الدین'' میں ''مجلسِ ذکر'' کے نام سے شائع ہو جاتا' اور جمعہ کے اجتماع سے آپ جو خطاب فرماتے' اُسے ''خطبہ جمعہ'' کے نام سے شائع کر دیا جاتا۔ خطبہ جمعہ اور مجلس ذکر پورے ہفت روزہ ''خدام الدین'' کی جان ہوتے۔ مولانا احمد علیؒ کی رحلت کے بعد یہ علمی ذمہ داریاں اُن کے جانشین اور فرزند مولانا عبیداللہ انور نے سنبھالیں' اور باپ کے کام کو انتہائی خوش اسلوبی سے آگے بڑھایا۔ اُن کی مجالس ذکر اور خطباتِ جمعہ کے فرمودات منتخبات کو مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی (مرکزی ناظم تبلیغ' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت) نے سال ہا سال کی محنت و کاوش کے بعد عمدگی سے مرتب کیا ہے۔ 560 صفحات پر مشتمل اس کتاب کی قیمت 200 روپے ہے۔

ملنے کا پتہ: مکتبہ ختم نبوت' غزنی سٹریٹ' اُردو بازار لاہور

اصحاب کہف اور یاجوج ماجوج

قرآن مجید اپنی آیات' اپنے اصول و احکام و نظریات کی تشریح میں مثالوں' تلمیحات اور قصص سے بھی' کبھی واضح اور کبھی اشاروں کی زبان میں' کام لیتا ہے۔ تین قصے ایسے بیان ہوئے ہیں' جن کی تشریح و تفسیر میں بڑے بڑے نامی گرامی مفسرین ''واللہ بالصواب'' یعنی اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہہ کر' معاملے کو ٹال کر آگے بڑھ جاتے ہیں۔ یہ تین قصے یعنی اصحاب کہف' ذوالقرنین اور یاجوج ماجوج کی شخصیتوں کے بارے میں ہیں۔ آج تک عیسائی' یہودی اور دوسرے غیر مسلم شارحین ان کو محض ''اسلامی دیومالا'' کہہ کر وحی الٰہی کی توہین کرتے رہے ہیں' کیونکہ وحی اور دیومالا میں وہی ہے جو حق اور باطل میں ہے۔

مولانا ابوالکلام آزاد برعظیم ہی میں نہیں' بلکہ دنیائے اسلام کے پہلے مفسر ہیں' جنہوں نے ان ''دیومالائی شخصیتوں'' کو تاریخی حقیقت ثابت کیا ہے۔ اپنی تفسیر ''ترجمان القرآن'' لکھتے وقت جب یہ شخصیتیں بار بار سامنے آئیں تو انہوں نے عربی' فارسی' انگریزی اور فرانسیسی زبان کی تاریخی کتب اور دوسرے ماخذ سے استفادہ کرتے ہوئے اصل حقیقت کی نقاب کشائی کی۔

''اصحاب کہف'' خدا پرست تھے۔ ان کی مخالفت میں پوری قوم کمربستہ ہوگئی۔ ان سے کہا گیا کہ وہ اگر خدا پرستی سے باز نہ آئے تو انہیں سنگسار کر دیا جائے گا۔ یہ حالت دیکھ کر انہوں نے فیصلہ کیا کہ آبادی سے منہ موڑیں اور کسی غار میں معتکف ہو کر ذکرِ الٰہی میں مشغول ہو جائیں۔ چنانچہ ایک غار میں مقیم ہو گئے۔ ان کا ایک وفادار کتا تھا' وہ بھی ان کے ساتھ غار میں چلا گیا۔ جزیرہ نمائے سینا اور خلیج عقبہ سے سیدھے شمال کی طرف بڑھیں تو دو پہاڑی سلسلے متوازی شروع ہو جاتے ہیں اور سطحِ زمین بلندی کی طرف اٹھنے لگتی ہے۔ یہ علاقہ شام کے نبطی قبائل کا علاقہ تھا اور اسی کی ایک پہاڑی سطح پر ''راقیم'' نامی شہر آباد تھا۔ قرآن مجید میں ''اصحاب الکہف والرقیم'' آیا ہے۔ 640ء میں جب مسلمانوں نے یہ علاقہ فتح کیا تو راقیم کا نام بہت کم زبانوں پر رہا تھا۔ یہی شہر راقیم یا رقیم رومیوں کے ہاں پیڑا اور عربوں کا بطرا تھا۔ اب آثار قدیمہ کے ماہرین نے شہر Petra کی کھدائی کر کے بہت سے شواہد واگزار کر دیئے ہیں۔ اُردن میں واقع اصحاب کہف کے غار کے مختلف فوٹو گراف بھی لئے ہیں' جو مولانا آزاد نے اپنی قابل قدر تحقیق میں شامل کئے ہیں۔

قرآن مجید میں جس شخصیت کا ذکر ''ذوالقرنین'' (دو سینگوں والا) کا نام لے کر کیا گیا ہے' وہ کون تھا؟ مفسرین نے اس معاملے میں بھی تخیل و قیاس کے گھوڑے دوڑائے ہیں اور تحقیق کی راہ پر قدم اٹھانے کی زحمت گوارا نہیں کی۔ زیادہ تر سکندر اعظم پر شبہ کیا گیا۔

مولانا آزاد نے ناقابل تردید ثبوتوں کے ساتھ ثابت کر دیا کہ وہ پارس کا ایک نوجوان گورش نامی تھا' جسے یونانیوں نے سائرس' عبرانیوں نے خورس اور عربوں نے قورش یا کیخسرو کے نام سے پکارا۔ اسے پہلے پارس کے تمام امیروں نے اپنا فرماں روا تسلیم کر لیا۔ پھر کسی خون ریزی کے بغیر وہ میڈیا کی مملکت کا حکمران ہو گیا' اور اس طرح دونوں مملکتوں نے مل کر ایران کی ایک عظیم الشان شہنشاہیت کی صورت اختیار کر لی۔

یاجوج ماجوج کون سی قوم تھی؟ اس کے بارے میں بھی مفسرین اور مستشرقین نے ماضی کی تاریخ کھنگالنے کی بجائے' دماغی ورزشوں پر زور دیا ہے۔ مولانا ابوالکلام آزاد نے تحقیق و جستجو کا حق ادا کرتے ہوئے ہمیشہ کے لئے تحریر دے دی کہ تاریخی قرائن متفق طور پر شہادت دے رہے ہیں کہ اس سے مقصود صرف ایک ہی قوم ہو سکتی ہے' اس کے سوا کوئی نہیں' یعنی شمال مشرقی میدانوں کے وہ وحشی مگر طاقتور قبائل جن کا سیلاب قبل از تاریخ عہد سے لے کر نویں صدی مسیحی تک برابر مغرب کی طرف اُمنڈتا رہا' جن کے مشرقی حملوں کی روک تھام کے لئے چینیوں کو سینکڑوں میل لمبی دیوار بنانی پڑی تھی' جن کی مختلف شاخیں تاریخ میں مختلف ناموں سے پکاری گئی ہیں اور جن کا آخری قبیلہ یورپ میں میگر (Magyar) کے نام سے روشناس ہوا اور ایشیا میں تاتاریوں کے نام سے۔ اسی قوم کی ایک شاخ تھی جسے یونانیوں نے سیتھین (Seythian) کے نام سے پکارا ہے اور اسی کے حملوں کی روک تھام کے لئے سائرس نے ''سد'' تعمیر کی تھی۔

ان تین تاریخی شخصیتوں کے بارے میں تاریخی تحقیقات کا مجموعہ ''اصحاب کہف'' کے عنوان سے ''مکتبہ جمال'' نے خوش اسلوبی سے شائع کر دیا ہے۔ اس میں اس غار کی تصاویر بھی شامل ہیں' جس میں اصحاب کہف نے ذکر الٰہی کی خاطر پناہ لی تھی اور چند نقشے بھی ہیں جو متعلقہ تاریخی مقامات کی نشاندہی کرتے ہیں۔ اس قیمتی کتاب کی قیمت کیا ہو سکتی ہے؟ کیا صرف 80 روپے؟ عاشقانِ کتب کے لئے یہ قیمت کچھ بھی نہیں۔ ناشر کا پتہ یہ ہے:

''مکتبہ جمال' تیسری منزل' حسن مارکیٹ' اُردو بازار' لاہور

کراچی میں نماز تراویح کے دوران دورۂ ترجمہ قرآن کی مبارک محفلیں

تنظیم اسلامی کے امتیازی محل و مقام کا ایک مظہر ماہ رمضان المبارک کے دوران شہر کے مختلف مقامات پر نماز تراویح کے دوران یا بعد میں دورۂ ترجمہ قرآن کے پروگرام ہیں۔ نیکیوں کے اس موسم بہار میں اس پروگرام کی تیاریاں مہینوں پہلے شروع ہو جاتی ہیں۔ تنظیم اسلامی اور انجمن خدام القرآن کی مجلس عاملہ اور مشاورت کے اجلاسوں میں اس پروگرام کے مختلف پہلو زیر غور آتے ہیں۔ گزشتہ سال کی کوتاہیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے سال رواں کے پروگرام کو بہتر سے بہتر بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ناظم حلقہ محترم انجینئر نوید احمد صاحب اس پروگرام کے روح رواں کا کردار ادا کرتے ہیں۔ پروگراموں کے لئے مترجم رفقاء، حفاظ اور سامع صاحبان کا انتخاب، پروگراموں کے دوران درپیش مسائل عہدہ برآ ہونے سمیت خود اپنے دورۂ ترجمہ قرآن کے پروگرام کی تیاری اور انجمن کے دفتر میں اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی کا بوجھ بھی ان کے کاندھوں پر ہوتا ہے۔ ان کو امیر حلقہ کی رہنمائی اور شوریٰ کے ارکان کی بھرپور معاونت حاصل ہوتی ہے۔ اور یہ سارا کام ٹیم اسپرٹ کے ساتھ ہوتا ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ ان پروگراموں کے لئے کی گئی کوششوں میں شامل افراد سمیت جملہ شرکاء کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے گا۔ ان شاء اللہ العزیز ان پروگراموں کی تشہیر کے لئے 1005 پول ہینگرز اور 395 بینرز پورے شہر میں آویزاں کئے گئے۔ روزنامہ جنگ میں اشتہار بھی شائع کروائے گئے۔ دوران پروگرام مختلف مقامات کے حوالے سے پریس ریلیز جاری کی گئیں۔

امسال نارتھ ناظم آباد کے نوبل پوائنٹ میرج گارڈن میں تنظیم اسلامی کراچی شمالی کے زیر اہتمام فرلیس احمد مسعود صاحب نے، شمیم گارڈن میرج لان، یاسین آباد میں تنظیم اسلامی کراچی وسطی کے زیر اہتمام عمران لطیف کھوکھر صاحب نے، بسم اللہ ہلز میرج لان، گلستان جوہر میں تنظیم اسلامی کراچی شرقی کے زیر اہتمام مفتی طاہر عبداللہ صدیقی صاحب نے، گلستان انیس کلب میں تنظیم اسلامی کراچی سوسائٹی کے زیر اہتمام عامر خان صاحب نے، کیف ماڈل اسکول، ملیر میں تنظیم اسلامی شاہ فیصل، ملیر کے زیر اہتمام اعجاز لطیف صاحب نے، قرآن مرکز کورنگی میں تنظیم اسلامی کورنگی کے زیر اہتمام انجینئر نعمان اختر صاحب نے، قرآن اکیڈمی میں تنظیم اسلامی جنوبی کے زیر اہتمام انجینئر نوید احمد صاحب نے نماز تراویح کے ساتھ مترجم کے فرائض انجام دیئے۔ فاران کلب کے زیر اہتمام کلب کے لان واقع گلشن اقبال میں شجاع الدین شیخ صاحب نے مترجم کے فرائض انجام دیئے۔ لانڈھی میں تنظیم اسلامی کراچی لانڈھی کے زیر اہتمام ریاض الاسلام فاروقی اور محمد ہاشم صاحبان نے، تنظیم اسلامی جنوبی کے زیر اہتمام تنظیم کے دفتر واقع آرام باغ میں عثمان کاظمی اور زبیر اقبال صاحبان نے، قرآن سنٹر، ڈیفنس میں فیصل منظور صاحب نے نماز تراویح کے بعد خلاصے پیش کئے۔ الحمدللہ، ہزاروں خواتین و حضرات نے ان پروگراموں سے استفادہ کیا۔

ان پروگراموں کے علاوہ جلال الدین اکبر، راشد یار خان اور عبدالمقتدر صاحبان نے جن کا تعلق تنظیم اسلامی کراچی شرقی سے ہے، اپنی اپنی رہائش گاہوں پر پروگرام کئے اور اسی تنظیم سے تعلق رکھنے والے محمد سلیم الدین صاحب نے رفیق تنظیم محمد احمد صاحب کی رہائش گاہ پر پروگرام کیا۔ ڈاکٹر الیاس صاحب نے جن کا تعلق تنظیم اسلامی کراچی سوسائٹی سے ہے، فور سیزن ہال میں پروگرام کیا۔

مزید برآں، دوران اعتکاف قرآن اکیڈمی میں شجاع الدین شیخ اور انجینئر نوید احمد صاحبان نے دروس قرآن کی سعادت حاصل کی، فاران کلب کی مسجد عثمان میں سید اشفاق حسین، وسیم احمد اور ڈاکٹر الیاس صاحبان نے اور مسجد قبا، گلشن اقبال میں محمد سلیم الدین صاحب نے معتکفین کے لئے دروس قرآن کی سعادت حاصل کی اور شجاع الدین شیخ صاحب نے مسجد عثمان میں دوران ماہ دو خطابات جمعہ دیئے۔

مترجمین اور مدرسین حضرات کو اپنے عالمانہ، ناقدانہ اور ناصحانہ بلکہ کسی حد تک جارحانہ خطابات کے لئے یقیناً بھرپور محنت کرنی پڑی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو قبول فرمائے اور نجات وفلاح اخروی کا ذریعہ بنائے۔ آمین

پروگراموں کے اختتام پر حلقہ کی جانب سے شرکاء کی خدمت میں گفٹ پیک پیش کئے گئے جس میں مرکز سے منگوائی گئی کتابوں کے علاوہ 2 عدد آڈیو کیسٹس (بانی محترم کا خطاب بعنوان "ہماری ذمہ داریاں + تلاوت (تیسواں پارہ) اور ایک کتابچہ "قرآن حکیم ہم سے کیا چاہتا ہے") شامل تھے۔

مختلف مقامات کی رپورٹیں نیچے درج کی جا رہی ہیں

تنظیم اسلامی حلقہ سندھ زیریں کراچی شمالی کی دورۂ ترجمۂ قرآن کے حوالے سے دعوتی سرگرمیاں اس سال عوام الناس میں تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام دورۂ ترجمۂ قرآن کی تشہیر کے لئے دیگر ذرائع کے ساتھ ساتھ مقامی تنظیم (کراچی شمالی) نے مساجد کے باہر مختصر خطابات (جس کو ہم corner meetings کی اصطلاح سے تعبیر کرنے لگے ہیں) کا اہتمام بھی کیا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ دورانِ رمضانُ المُبارک بعد نمازِ فجر مختلف مساجد کے باہر جمیل احمد (نقیب اُسرہ) آیاتِ قرآنی اور احادیثِ نبویہ ﷺ کے حوالوں کے ساتھ عظمتِ قرآن، مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق، اور اُمتِ مُسلمہ کی موجودہ زبوں حالی کی اصل وجہ، یعنی قرآن اور اللہ کے دین سے دُوری، کے حوالے سے مختصر خطاب کرتے جس کا دورانیہ اوسطاً 10 سے 15 منٹ ہوتا۔ خطاب کا اختتام رات کے پروگرام یعنی دورۂ ترجمۂ قرآن میں شرکت کی دعوت دی جاتی۔ اس دوران رُفقاء حاظرین میں pamphlets تقسیم کرتے۔ حاظرین کی تعداد اوسطاً 40 سے 45 رہی۔ یہ سلسلہ تقریباً دوعشروں تک جاری رہا۔ اخیر میں اللہ ربُّ العزت کی بڑائی بیان کی جاتی ہے جس نے شُرکاء کو اس کارِ خیر کی توفیق بخشی۔ (رپورٹ : اویس پاشا)

دورہ ترجمہ القرآن 2004ء، تنظیم اسلامی، حلقہ سندھ زیریں، کراچی شمالی

تنظیم اسلامی کراچی شمالی کے زیر اہتمام دورۂ ترجمۂ قرآن پہلی مرتبہ 2000ء میں منعقد ہوا تھا۔ اللہ کی نُصرت اور رُفقاء کی تین سال کی محنت کے ساتھ اب یہ پروگرام ایک شاندار اجتماع کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ اس سال بھی ماہِ رمضانُ المُبارک میں یہ پُرنور محفل بخیر و عافیت انجام پائی۔ 7:45 بجے نمازِ عشاء کے بعد 8:00 بجے ترجمہ کی پہلی نشست کا آغاز ہوتا۔ 10:45 بجے چائے کے وقفہ سے قبل چار چار رکعتوں پر مُشتمل دو نشستوں اور وقفہ کے بعد آٹھ اور چار رکعتوں پر مُشتمل مزید دو نشستوں کے ساتھ تقریباً 12:30 بجے محفل کا اختتام ہوتا۔ weekends اور طاق راتوں میں پروگرام کو ایک گھنٹہ مزید طول دیا جاتا۔ اس طرح یہ محفل اوسطاً تقریباً ساڑھے پانچ گھنٹے کے دورانیہ پر مُحیط رہی۔ شُرکاء کی تعداد ابتدائی اور اختتامی دِنوں میں اوسطاً 500 اور دوسرے دِنوں میں اوسطاً 300 رہی۔ رُفقاء کی حاضری بھی قابلِ ستائش رہی اور ہر رفیق نے بڑھ چڑھ کر انفاق بالنفس و مال میں اپنا حصہ شامل کیا۔ تمام انتظامی معاملات بخوبی انجام پائے۔ شُرکاء نے کُتب، آڈیو اور ویڈیو کیسٹس سے بھرپور استفادہ کیا۔ مُترجم و مُدرّس کی ذمہ داری جناب فرلیس احمد مسعود صاحب نے انتہائی احسن طریقہ سے ادا کی۔ انھوں نے قرآن عظیم کے عملی پیغام اور اس کی انقلابی دعوت کو نہایت جامعیت اور اختصار کے ساتھ سامعین تک پہنچایا، اور سورۃ الشُّوریٰ کے حوالے سے اقامتِ دین کے فریضے کی اہمیت اور اس کے لئے اجتماعیت کی ضرورت پر خصوصی زور دیا۔ وہ روزانہ پہلی نشست کے آغاز سے قبل شُرکاء کے سوالات میں سے کسی ایک سوال کا جواب بھی دیتے رہے۔ آخری روز (27 ویں شب) کو وقفے سے قبل انھوں نے ڈیڑھ گھنٹے پر مُحیط ایک خصوصی خطاب کیا جس میں اُمتِ مُسلمہ کی موجودہ زبوں حالی کی اصل وجہ، یعنی قرآن اور اللہ کے دین سے دُوری اور ان حالات میں انفرادی اور اجتماعی نجات اور فلاح کا واحد راستہ یعنی اللہ کی جناب میں توبہ، رجوع الی القرآن اور منہاجِ نبوی ﷺ پر اقامتِ دین کی جدوجہد پر بڑے پُراثر انداز میں روشنی ڈالی، اور ساتھ ہی تنظیم اسلامی کے تعارف اور اس کی دعوت کی بھی وضاحت کی۔ اللہ کے فضل و کرم سے اس مہینے کے دَوران 5 احباب نے تنظیم میں شمولیت اختیار کی۔

ہر سال دورۂ ترجمۂ قرآن کے اُن شرکاء کے کوائف جمع کر لئے جاتے ہیں جو اس خواہش کا اظہار کرتے ہیں کہ اُن کو سال بھر کے دوران تنظیم اسلامی کے زیرِ اہتمام ہونے والے دُروسِ قرآن اور دیگر پروگراموں کی اطلاع پہنچائی جائے۔ ان احباب کو اطلاعات پہنچانے کے علاوہ رُفقاء ان سے سال بھر ذاتی ملاقات اور باقاعدہ رابطے کا سلسلہ بھی رکھتے ہیں۔ یہ سلسلہ تنظیم کی دعوت احسن طریقہ پر پہنچانے میں مُمد و معاون رہتا ہے۔ اس سال بھی انشاء اللہ مقامی تنظیم (کراچی شمالی) تمام شُرکاء کو مدعو کر کے ایک عید ملن اجتماع منعقد کرے گی۔ اللہ تعالیٰ اس ضمن میں ہم سب کی کوششوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین۔

(رپورٹ : عزیر احمد صدیقی)

رپورٹ بابت دورۂ ترجمہ قرآن 2004ء
منعقدہ شمیم گارڈن (شادی ہال) زیر اہتمام تنظیم اسلامی وسطی

چونکہ قرآن اکیڈمی یاسین آباد میں تعمیری کام جاری ہے، اس لئے اس سال دورہ ترجمہ قرآن کا اہتمام شمیم گارڈن، (شادی ہال) میں کیا گیا۔ یاسین آباد میں یہ شادی ہال نہایت وسیع اور شاندار ہے۔ یہاں کار پارکنگ کا بھی انتظام ہے۔

پبلسٹی بذریعہ ہینڈ بلز، بینرز اور پول ہینگر کی گئی۔ 3 بڑے بینرز ساڑھے تین بائی دس میٹر بھی دو رویہ سڑک پر ایستادہ کئے گئے۔

مترجم کے فرائض جناب عمران لطیف صاحب نے ادا کئے۔ دورہ کا اختتام 29 رمضان المبارک کو ہوا۔

نماز تراویح حافظ محمد عمر صاحب نے پڑھائی اور ان کی تلاوت بہت پسند کی گئی۔ سامع ہم ایک مدرسے سے لائے تھے۔ الحمدللہ، حافظ اور سامع میں بہت ہم آہنگی رہی۔

حاضری: حسب معمول خواتین بھی پروگرام میں شریک رہیں۔ خواتین کی حاضری 50 تا 70 جبکہ حضرات کی 80 تا 100 رہی جو وقفے کے بعد کم ہو جاتی تھی۔ وقفہ ہمارے ہاں 12 رکعت کے بعد کیا جاتا تھا۔

تواضع: حسب معمول مہمانوں کی تواضع چائے اور بسکٹ سے کی جاتی رہی جس کا انتظام ماشاءاللہ مناسب تھا۔

دیگر انتظامات: رفقاء نے دیگر انتظامات بھی خاصے بہتر طریقے پر کئے۔ ہال کی انتظامیہ نے بھی بھرپور تعاون کیا اور ہال کے استعمال کی کوئی فیس بھی نہیں لی۔ اللہ ان کو اس کا اجر عطا فرمائے۔ آمین۔ لاؤڈ سپیکر، مشہور ساؤنڈ سسٹم والے قذافی نے ساؤنڈ کا انتظام کیا جو نہایت عمدہ تھا۔

مکتبہ: مکتبہ بھی لگایا گیا تھا لیکن گزشتہ سالوں کی نسبت فروخت زیادہ نہ ہوئی۔

اعانت برائے تعمیر اکیڈمی: حاضری بہتر نہ ہونے کے باوجود تعمیر کی مد میں 3 لاکھ روپے سے کچھ زیادہ وصول ہوئے جو 2 اقساط میں انجمن کے اکاؤنٹنٹ کے پاس جمع کرا دیئے گئے۔

تقسیم لٹریچر: 29 ویں شب میں لٹریچر اور کیسٹ کے تحائف کے تھیلے 200 کی تعداد میں تقسیم کئے گئے۔

دوران دورہ ترجمہ 4 افراد نے بیعت فارم پُر کئے۔ اللہ ان کو استقامت عطا فرمائے۔ آمین

وقفے وقفے سے ایک سالہ قرآنی کورس، عربی گرامر کورس اور تنظیم میں شمولیت کے لئے اعلانات کئے جاتے رہے۔ مدرس نے دوران ترجمہ ڈاکٹر صاحب کی کتب اور کیسٹس کی خرید کے لئے بھی ترغیب دلائی۔

اس مرتبہ ترجمہ قرآن میں رفقاء کی شرکت کا تناسب پچھلے سالوں کی نسبت بہتر رہا۔

رپورٹ: سید اشفاق حسین، امیر تنظیم اسلامی کراچی وسطی

گلستان جوہر دورۂ ترجمہ قرآن

گلستان جوہر کے علاقے میں پہلی مرتبہ دورۂ ترجمہ قرآن منعقد ہوا۔ ترجمہ قرآن کی سعادت مفتی طاہر عبداللہ کو حاصل ہوئی۔ یہ پروگرام بسم اللہ ہلز میں منعقد ہوا۔ اس پروگرام کی پبلسٹی کے لئے تقریباً 20 ہزار پمفلٹ، 100 ہینگرز، 50 بینرز اور دو عدد بڑے سائن بورڈ بینرز بنوائے گئے۔ اس کی تیاری اور لگوائی میں تنظیم کے رفقاء نے بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ پروگرام میں اوسط حاضری 130 افراد رہی جس میں مرد حضرات 80 اور خواتین کی تعداد 50 رہی۔ جبکہ 29 ویں شب کو اختتامی خطاب کے وقت 325 افراد کی رہی۔ اس پروگرام کے توسط سے الحمدللہ 17 خواتین اور 8 حضرات نے بیعت کر کے تنظیم میں شمولیت اختیار کی۔ (رپورٹ: احسن زبید)

رپورٹ برائے پروگرام دورۂ ترجمہ قرآن دوران رمضان المبارک
تنظیم اسلامی شاہ فیصل/ملیر

مقام: الکہف ماڈل اسکول، وائرلیس گیٹ، شاہ فیصل/ملیر
مقرر: اعجاز لطیف صاحب
دورانیہ: 5 گھنٹے
اوسط تعداد: 75 مرد۔ 25 خواتین
ویک اینڈ: 100 مرد۔ 40 خواتین
ختم القرآن: 200 مرد۔ 125 خواتین

دورۂ ترجمہ قرآن بمقام قرآن اکیڈمی، ڈیفنس

گزشتہ برسوں میں قرآن اکیڈمی، ڈیفنس میں ہونے والے ترجمہ قرآن کے پروگراموں میں حاضری کی کیفیت کچھ زیادہ حوصلہ افزا نہیں رہی۔ اس حوالے سے مفتی طاہر عبداللہ صدیقی صاحب نے اس بات کا اظہار حلقہ کی مجلس شوریٰ میں کیا تھا۔ لہٰذا برسوں بعد انجینئر نوید احمد صاحب نے اس پروگرام میں مترجم کے فرائض انجام دینے کے لئے کمر کسی۔ ان کی اس پیشکش کو امیر حلقہ نے قبول کر لیا۔ الحمدللہ، اس کے بہتر نتائج برآمد ہوئے۔ حاضری کی تفصیلات درج ذیل ہیں:

عام دنوں میں: حضرات 250 اور خواتین 50
ہفتوں کے اختتام پر: 350 اور خواتین 150
ختم قرآن کے موقع پر: 450 اور خواتین 250

خلاصہ مضامین قرآن بعد نماز تراویح بمقام دفتر تنظیم اسلامی جنوبی آرام باغ

الحمدللہ! دفتر تنظیم اسلامی کراچی جنوبی میں رمضان المبارک میں نماز تراویح کے بعد قرآن مجید کے مضامین کے خلاصہ کے بیان پر مشتمل پروگرام منعقد کیا گیا۔ اس پروگرام میں تنظیم اسلامی کراچی جنوبی کے دو مدرّسین جناب عثمان کاظمی صاحب اور جناب محمد زبیر اقبال صاحب نے قرآن حکیم کے خلاصہ کے بیان کی سعادت حاصل کی۔ پروگرام کا آغاز 15 اکتوبر بعد نماز عشاء و تراویح افتتاحی خطاب سے ہوا جو کہ کراچی کے سب سے کم عمر مدرّس جناب عثمان کاظمی صاحب نے کیا۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز اگلے روز سے ہوا۔ پورے ماہ کے دوران پروگرام کی ترتیب کچھ یوں تھی کہ روزانہ نماز عشاء اور تراویح کے بعد تقریباً 50 منٹ کے دو سیشن ہوا کرتے تھے۔ 9:30 بجے پہلے سیشن کا آغاز ہوتا جس میں ایک مدرّس کا بیان ہوتا جو کہ 10:15 بجے تک جاری رہتا۔ اس کے بعد 15 منٹ کا وقفہ ہوتا تھا۔ وقفہ کے دوران بسکٹس اور چائے سے تواضع کی جاتی اور ساتھ ساتھ رفقاء احباب سے دعوتی گفتگو بھی کرتے۔ وقفہ کے بعد تقریباً 10:30 بجے پروگرام کے دوسرے سیشن کا آغاز ہوتا جس میں دوسرے مدرّس کا بیان ہوتا جو کہ 11:30 بجے تک جاری رہتا۔ دونوں مدرّسین کے لئے قرآن حکیم کا خلاصہ بیان کرنے کا یہ پہلا موقع تھا اور انہوں نے بڑی عمدگی کے ساتھ اس ذمہ داری کو ادا کرنے کی کوشش کی۔ دوران ماہ شرکاء کی مجموعی تعداد 15 سے 20 تک رہی۔ رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں صلوٰۃ الوتر میں قنوت نازلہ پڑھنے کا اہتمام بھی کیا جاتا رہا۔ رمضان المبارک کی 28 ویں شب کو پروگرام کا اختتام دُعا پر ہوا اور شرکاء میں تنظیمی لٹریچر اور دعوتی کیسٹس بطور تحائف تقسیم کیے گئے۔ اس طرح یہ روح پرور پروگرام پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ (رپورٹ: محمد بشیر/انصار احمد)

دورۂ ترجمہ قرآن بمقام قرآن سنٹر، ڈیفنس

رمضان المبارک کے دوران نماز تراویح کے ساتھ خلاصہ مضامین قرآن کا ایک پروگرام قرآن سنٹرز ڈیفنس لائبریری میں منعقد ہوا۔ فیصل منظور صاحب نے مدرس اور عبدالباسط بھائی نے حافظ کے فرائض انجام دیئے۔ دونوں حضرات کا تعلق تنظیم اسلامی سوسائٹی سے تھا۔

پروگرام کا فارمیٹ کچھ یوں تھا کہ عشاء کی نماز کے بعد تقریباً 40 منٹ کی ایک نشست میں لگ بھگ نصف پارہ کے مضامین بیان کئے جاتے۔ اس کے بعد 8 رکعت تراویح کی نماز ادا کی جاتی۔ پھر چائے کا وقفہ ہوتا۔ اس کے بعد پھر تقریباً 35 منٹ کی دوسری نشست ہوتی جس میں بقیہ پارے کے مضامین بیان کئے جاتے۔ پھر 12 رکعت تراویح کی نماز اور نماز وتر ادا کی جاتی۔ یوں تقریباً 11.00 بجے رات تک پروگرام اختتام کو پہنچتا۔

اس پروگرام میں اوسطاً 35 حضرات اور 5 خواتین نے باقاعدگی کے ساتھ شرکت کی۔

رمضان کی 27 ویں شب کو پروگرام اپنی تکمیل کو پہنچا۔ (رپورٹ: فیصل منظور)

دورۂ ترجمہ قرآن بمقام ولایت آباد، منگھوپیر روڈ

حلقہ کی شوریٰ کا اجلاس جو کہ 29 اگست 2004ء کو حلقہ کے آفس میں منعقد ہوا تھا، میں دیگر

امور کے علاوہ کراچی میں دورۂ ترجمہ قرآن کے پروگراموں کو بھی حتمی شکل دی گئی۔ اس موقع پر ناظم حلقہ سندھ زیریں جناب نوید احمد صاحب نے توجہ مبذول کرائی کہ اسرہ اورنگی ٹاؤن میں بھی اس سال دورۂ ترجمہ قرآن کا پروگرام ہونا چاہئے اور اس کے لئے انہوں نے محمد نعمان، جو کہ اس سال ایک سالہ قرآن فہمی کورس میں ٹاپ کر چکے ہیں، کا نام تجویز کیا۔ میرے لئے یہ انتہائی مسرت کا مقام تھا کہ اورنگی ٹاؤن اسرے میں دورۂ ترجمہ قرآن کا پروگرام پہلے بار رکھا جا رہا ہے۔ بعد ازاں، میں نے اسرے کی میٹنگ میں اس تجویز کو رکھا۔ وہاں مشورے کے بعد طے پایا کہ نہ صرف نعمان بلکہ خود میں اس پروگرام میں بحیثیت مقرر شریک ہوں۔ تاہم مسئلہ یہ تھا کہ ہم دونوں نے تا حال تجوید ٹسٹ پاس نہیں کیا تھا اگرچہ میں اس سے قبل دو مرتبہ ٹسٹ دے چکا تھا لیکن ناکام قرار پایا تھا۔ البتہ محمد نعمان نے اب تک تجوید ٹسٹ نہیں دیا تھا۔ بہر حال ہم دونوں نے امیر حلقہ محمد نسیم الدین صاحب سے ٹائم لے کر تجوید کا ٹسٹ دیا۔ اب ایک مسئلہ یہ تھا کہ رمضان سے بالکل متصل سالانہ اجتماع رکھا گیا تھا۔ نہ صرف اس میں شرکت ضروری تھی بلکہ میں اپنے بڑے بھائی جو کہ حال ہی میں کراچی سے اسلام آباد شفٹ ہوئے تھے' سے اجتماع سے فارغ ہو کر وہاں آنے کا وعدہ کر چکا تھا۔ اس کے علاوہ ہمارے اسرہ میں رفقاء کی تعداد زیادہ نہیں ہے اور جہاں اسرے سے منسلک رفقاء کی اکثریت رہتی ہے وہ اس مقام سے کافی فاصلہ پر تھی جہاں دورۂ ترجمہ قرآن کا پروگرام کرنا تھا۔ یہ کچھ مسائل تھے جن سے ہمیں نبرد آزما ہونا تھا۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ میں نے اور نعمان نے تجوید ٹسٹ دیا۔ یہ ٹسٹ سالانہ اجتماع سے صرف تین دن قبل دیا گیا تھا۔ بہر حال سالانہ اجتماع کے لیئے ہم جونہی اجتماع گاہ (فردوسی فارم دراجکے) پہنچے، امیر حلقہ سندھ زیریں نے ہمیں تجوید ٹسٹ پاس کرنے کی خوشخبری سنائی۔ اب مسئلہ اجتماع سے فارغ ہو کر اسلام آباد جانے اور وہاں سے واپس کراچی آنے کا تھا۔ بہر حال اجتماع سے فارغ ہوتے ہی میں اور نعمان اسلام آباد روانہ ہو گئے اور 13 اکتوبر کی رات کراچی واپس پہنچے۔ اب ہمارے پاس صرف دو دن تھے۔ اس میں ہمیں بینرز لگانے تھے' ہینڈ بلز تقسیم کرنے تھے، احباب کو یاد دہانی کروانی تھی اور دیگر انتظامات کو حتمی شکل دینا تھا۔ الحمد للہ کہ یہ سارے کام بحسن وخوبی انجام پائے۔ دو ہزار ہینڈ بلز تقسیم کیے گئے اور علاقہ میں دس عدد بینرز آویزاں کیے گئے۔ اس طرح 15 اکتوبر کی رات سے تعارفی پروگرام سے دورہ کا آغاز ہوا۔ افتتاحی پروگرام میں اگرچہ حاضری ہماری توقعات سے کم تھی بہر حال، میں نے اس ہونے والے پروگرام کا تعارف رکھا اور قرآن و روزہ کے باہمی تعلق کی وضاحت کی۔ اگلے دن یعنی 16 اکتوبر سے دورہ کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ پہلے ہم تراویح پڑھ لیتے تھے اور بعد میں چیدہ چیدہ آیات کا ترجمہ وتفسیر بیان کرتے تھے۔ مجموعی طور پر اس پروگرام سے 50 افراد نے استفادہ کیا اور 25 رمضان المبارک کو اس کا اختتام ہوا۔ حاضرین میں کتابچے اور کیسٹس تقسیم کی گئیں۔ اس پروگرام کے حوالے سے میں نے اپنے رفیق ہمایوں اختر صاحب کی خصوصی کاوشوں کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ مذکورہ رفیق موٹر سائیکل کی مرمت کا کام کرتے ہیں۔ ان ہی کے صاحبزادے قاری فیض الرحمٰن صاحب نے ہمیں تراویح کی نماز میں قرآن پاک سنایا تھا۔ جیسا کہ پہلے بتایا گیا کہ دورہ کے پروگرام کی جگہ اس مقام سے کافی فاصلے پر تھی جہاں اسرہ اورنگی ٹاؤن سے منسلک رفقاء کی اکثریت رہتی ہے اور ہمایوں اختر صاحب بھی وہیں رہائش پذیر ہیں۔ انہوں نے نہ صرف اپنے حافظ بیٹے کو قرآن سنانے کے لئے بھیجا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اپنے دو اور بیٹوں کو بھی پرورام میں شرکت کے لئے بھیجتے رہے۔ یہ تینوں صاحبان ایک ہی موٹر سائیکل پر روزانہ مسلسل 25 دنوں تک اس پروگرام میں شرکت کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس سعی کو قبول فرمائے اور ہمیں بھی دین کی خدمت میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے والا بنا دے۔ آمین! یا رب العالمین۔ (رپورٹ: محمد رضوان)

رمضان المبارک میں تنظیم اسلامی ملتان کے اسرہ عثمان آباد کی دعوتی سرگرمیاں

ماہ رمضان المبارک کے بابرکت مہینہ میں اسرہ عثمان آباد نے افطار پارٹیوں کی شکل میں اپنی دعوتی سرگرمیوں کو جاری رکھا۔ اسرہ میں کل 9 افطار پارٹیاں ہوئیں جن کی تفصیل ذیل میں درج ہے۔

2 رمضان المبارک 17 اکتوبر 2004ء: پہلی افطار پارٹی رفیق محترم شمیم مصطفیٰ انصاری صاحب کے گھر پر ہوئی۔ یہ پروگرام گردیزی مارکیٹ گل گشت کالونی میں ہوا۔ تمام رفقاء نماز عصر کے وقت مذکورہ جگہ پہنچ گئے۔ نقیب اسرہ محمود الٰہی چوہدری صاحب نے سورۃ بقرۃ کی آیات کے حوالہ سے روزوں کے ابتدائی احکام کے بارے میں گفتگو کی اور خاص طور پر امت مسلمہ اور بنی اسرائیل کے روزوں کا موازانہ پیش کیا۔ انہوں نے یہ بات بھی بتائی کہ روزہ کا اصل مقصد تقویٰ کا حصول ہے۔ تقویٰ کے معانی اور بحوالہ احادیث تقویٰ کی اہمیت و موضوع پر سیر حاصل گفتگو فرمائی۔ اس پروگرام میں کل تیس افراد شریک ہوئے۔

5 رمضان المبارک' 20 اکتوبر 2004ء: دوسرا پروگرام رفیق محترم جناب محمد ندیم ملک صاحب کے گھر پر ہوا۔ یہ پروگرام حضوری باغ روڈ نزد مسجد ختم نبوت پر واقع موصوف کی رہائش گاہ پر ہوا۔ اس پروگرام میں بھی مدرس کی ذمہ داری نقیب اسرہ محمود الٰہی صاحب نے ادا کی۔ اور روزوں سے متعلق فرضیت و آیات پر درس دیا۔ روزہ کی عبادت اور دوسری عبادات کا اصل مقصد بیان فرمایا کہ یہ عبادات کا نظام عبادت رب کے لئے قوت مہیا کرنا ہے تاکہ عبادت رب کا ہمہ گیر فریضہ ادا ہو سکے۔ اس پروگرام میں بھی تقریباً تیس رفقاء واحباب نے شرکت کی۔

7 رمضان المبارک' 22 اکتوبر 2004ء: تیسری افطار پارٹی رفیق محترم شیخ حفیظ الرحمٰن کے گھر پر ہوئی۔ یہاں بھی درس کے فرائض نقیب اسرہ نے ادا فرمائے۔ اس درس میں سورۃ مومنون کی پہلی دس آیات کا درس دیا گیا اور مومنین کی صفات کا تذکرہ کیا گیا اور نماز کی اہمیت پر گفتگو فرمائی گئی۔

9 رمضان المبارک 24 اکتوبر 2004ء: چوتھی افطاری کا پروگرام رفیق محترم سلیمان فاروق خاکوانی صاحب کے ہاں شالیمار کالونی میں ہوا۔ اس افطاری میں شکیل اسلم صاحب نے مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق پر درس دیا۔ رفقاء واحباب کی تعداد تقریباً 35 تھی۔

11 رمضان المبارک 26 اکتوبر 2004ء: کو رفیق محترم بشیر بلوچ صاحب کے گھر پر' واقع سبزہ زار کالونی میں افطاری کا پروگرام ہوا۔ اس موقع پر جام عابد حسین صاحب نے درس قرآن دیا۔ موصوف نے کلمہ طیبہ کی اہمیت اور اذکار مسنونہ کے متعلق گفتگو فرمائی۔ شرکاء کی تعداد 25 رہی۔

14 رمضان المبارک مورخہ 29 اکتوبر: کو جامع مسجد عثمان آباد میں افطاری کا پروگرام طے ہوا۔ نماز عصر میں تمام رفقاء پہنچے۔ پھر اہل علاقہ کو دعوت دی۔ اس پروگرام میں امیر حلقہ سعید اظہر عاصم صاحب نے خطاب فرمایا۔ آپ نے سورۂ حم سجدہ کی آیات 30 تا 35 کا درس دیا۔ استقامت کا مفہوم اور صحابہ کرامؓ کی مثالوں سے اس کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ اس پروگرام میں رفقاء واحباب کی تعداد 100 کے قریب تھی۔

16 رمضان المبارک 31 اکتوبر: کو پروگرام پروفیسر سلیم بیگ رفیق تنظیم کے گھر سبزہ زار کالونی میں ہوا۔ درس کے فرائض نقیب اسرہ محمود الٰہی چوہدری صاحب نے ادا فرمائے۔ موصوف نے سورۃ الفرقان کی آیات کے حوالہ سے درس دیا اور عباد الرحمٰن کی خصوصیات واوصاف سے سامعین کو مطلع فرمایا۔ اس پروگرام میں شرکاء کی تعداد 35 کے قریب تھی۔

آٹھواں پروگرام مورخہ **3 نومبر 19 رمضان المبارک** کو رفیق محترم شکیل اسلم صاحب کے گھر خان ویلج میں ہوا۔ اس پروگرام میں امیر تنظیم ملتان شہر ڈاکٹر محمد طاہر خاکوانی صاحب نے درس قرآن دیا۔ آپ نے داعی اسلام داعی الی اللہ کے اوصاف پر سیر حاصل گفتگو فرمائی۔ شرکاء کی تعداد 25 تھی۔

اسرہ ملتان: اسی طرح ایک عظیم افطاری کا پروگرام اسرہ نیو ملتان میں ہوا۔ یہ پروگرام 21 رمضان المبارک مورخہ 5 نومبر کو نقیب اسرہ محمد عطاء اللہ خان صاحب کے گھر میں ہوا۔ اس پروگرام میں جناب عابد حسین صاحب نے درس قرآن کی ذمہ داری ادا فرمائی۔ موصوف نے روزہ کی اہمیت اور اس کے مقاصد و ماحاصل پر گفتگو فرمائی۔ شرکاء کی تعداد 150 سے زائد تھی۔ افطاری کے بعد تمام شرکاء کے لئے کھانے کا اہتمام بھی کیا گیا۔ (مرتب: عمر رحمان' مبتدی رفیق اسرہ' عثمان آباد)

دعوتی و تربیتی دورہ برائے واڑی' گندیگار ضلع دیر

ضلع دیر میں واڑی جو سب ڈویژن بھی ہے میں شاہین ماڈل سکول اپنی ایک منفرد حیثیت رکھتا ہے۔ جس میں تعلیم کے ساتھ تربیت پر بھی بہت زور دیا جاتا ہے۔ اس سکول کے پرنسپل صاحب اپنے دو ساتھیوں سمیت ہمارے قافلے میں نئے نئے شامل ہوئے ہیں۔ واڑی سے آگے ایک اور منفرد مقام گندیگار ہے جہاں دو معزز صاحبان نے بیعت کر کے ہمارے حوصلے بڑھائے ہیں۔ ان رفقاء سے ملاقات کر کے ایک تربیتی نشست کی بات کی جس پر انہوں نے رضامندی کا اظہار کیا۔ منگل 23 نومبر کی تاریخ مقرر ہوئی۔ اس دن دو پروگرام رکھے گئے تھے۔ پہلا پروگرام دن کے 12 بجے شاہین ماڈل سکول میں اور دوسرا نماز عصر کے بعد گندیگار میں رکھا گیا۔

چنانچہ راقم ٹھیک بارہ بجے پرنسپل صاحب کے پاس سکول پہنچا طلباء کو چھٹی دینے اور باقی انتظامات کے بعد سٹاف کو ایک کمرے میں جمع کر کے ان سے تعارف حاصل کیا اور ٹھیک ساڑھے بارہ بجے گفتگو کا آغاز ہوا۔ "فریضہ اقامت دین" کے موضوع پر بورڈ کی مدد سے مفصل گفتگو ہوئی جس میں دین و مذہب کے فرق کے علاوہ فرائض دینی کا جامع تصور اور منہج انقلاب نبوی کا خلاصہ پیش کیا گیا۔ پونے دو بجے یہ بات پایہ تکمیل کو پہنچی آخر میں سوال و جواب کی مدد سے مزید وضاحت کی گئی۔ نماز ظہر کے بعد سے اپنے رفقاء کے ساتھ تربیتی پہلو کے حوالے سے بات ہوئی۔ مبتدی رفیق کا نصاب' مطالعہ کتب' اجتماعات' انفاق اور آخر میں تربیت گاہ میں شمولیت کی درخواست کی۔ کل بارہ افراد نے شرکت کی۔ ان سے رخصت ہو کر نماز مغرب سے پہلے گندیگار کے رفقاء میاں راحت جان اور میاں علی احمد کے پاس پہنچے۔ معلوم ہوا کہ جناب ممتاز بخت صاحب نے "شہادت علی الناس" پر مفصل بات کی ہے۔ شرکاء کی تعداد 35 تھی۔

نماز مغرب کے بعد دوسرے موضوعات کے علاوہ تربیتی پہلو پر بات ہوئی ان سے بھی نصاب کتب' انفاق' اجتماعات اور تربیت گاہ میں شمولیت کی بات کی وہاں سے جا کر امیر تنظیم بی بیوڑ کے ساتھ رات گزاری۔ صبح ان کے تنظیم کے رفقاء سے ملاقاتیں کیں اور تقریباً آٹھ بجے وہاں سے رخصت ہو کر ساڑھے دس بجے واپس دفتر حلقہ تیمر گرہ پہنچے۔ اس دورے سے ایک بات واضح ہوئی کہ نئے رفقاء سے فوری رابطہ بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔ ان کا حوصلہ بڑھتا ہے اور فعال ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان سب نئے رفقاء کو مزید ہمت دے اور ہمیں اپنے دین مبین کے لئے ہر قسم کی قربانی کی توفیق دے۔ آمین! (رپورٹ: احسان الودود)

سہ روزہ پروگرام وہاڑی

حلقہ جنوبی پنجاب میں سہ روزہ پروگرام کے لئے مرکز سے مرکزی ناظم دعوت رحمت اللہ بٹر صاحب اور معاون دعوت محمد اشرف وصی صاحب مورخہ 25 نومبر جمعرات کے دن مرکز تنظیم اسلامی وہاڑی میں پہنچے۔ بروز جمعہ 26 نومبر سے پروگرام کا آغاز ہوا۔

وہاڑی کے رفقاء ساڑھے آٹھ بجے مرکز پہنچ گئے۔ ملتان سے کچھ رفقاء اس پروگرام میں شرکت کے لئے وہاڑی تشریف لے گئے۔ صبح کی نشست میں اشرف وصی صاحب نے دینی فرائض کے تصور پر سیر حاصل گفتگو و مذاکرہ کرایا۔ پہلے دن عبادت رب پر مذاکرہ ہوا۔ رفقاء کو سوال و جواب کے طرز پر یہ بات ذہن نشین کرائی اور بتایا کہ آج کے دور میں مکمل عبادت رب کا فریضہ ادا کرنا ناممکن ہے۔ مختلف تحریکوں اور تنظیموں و جماعتوں کے بنیادی فکر اور طریقہ کار سے آگاہ فرمایا۔ رفقاء نے دلچسپی سے یہ پروگرام سنا اور ان پر عبادت رب کا مفہوم اچھی طرح واضح ہوا۔ اشرف وصی صاحب نے بتایا ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت و غلامی دل کی آمادگی سے کرنے کا نام عبادت رب ہے۔ یہ فریضہ پوری زندگی کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ کو مکمل اطاعت اور بندگی مطلوب ہے۔ جزوی بندگی عبادت رب نہیں ہے اور آج کے دور میں جبکہ طاغوتی نظام قائم ہے۔ کوئی بندہ مکمل عبادت رب کا حق ادا نہیں کر سکتا ہے۔ یہ مذاکرہ ساڑھے بارہ بجے تک جاری رہا۔ پھر نماز جمعہ کا وقفہ ہوا۔ محمد اشرف وصی صاحب نے جامع مسجد خضریٰ ماڈل سکول میں خطاب جمعہ دیا اور موصوف نے نماز فجر کے بعد جامع مسجد خضریٰ شرقی کالونی میں درس قرآن دیا اسی طرح جناب رحمت اللہ بٹر صاحب نے نماز فجر کے بعد مدنی مسجد شرقی کالونی میں درس قرآن "بندگی رب" کے موضوع پر دیا اور خطاب جمعہ بھی اسی مسجد میں دیا۔ موصوف کا موضوع شہادت علی الناس کا فریضہ تھا۔ نماز جمعہ کے بعد کھانا تھا۔ آرام کے بعد نماز عصر کے لئے رفقاء اٹھے۔ نماز عصر کے بعد تمام رفقاء میں پھر مذاکرہ ہوا۔ کچھ احباب سے خصوصی ملاقات کی گئی۔ نماز مغرب کے بعد مرکز تنظیم اسلامی میں جناب رحمت اللہ بٹر صاحب نے "عبادت رب" کے موضوع پر ایک گھنٹہ کا خطاب فرمایا۔ پروگرام میں 60 سے 70 رفقاء و احباب نے شرکت فرمائی۔

مورخہ 27 نومبر بروز ہفتہ نماز فجر کے بعد رحمت اللہ بٹر صاحب نے شرقی کالونی کی جامع مسجد میں درس قرآن دیا۔ اشرف وصی صاحب نے مرکز تنظیم میں رفقاء و نمازیوں سے نصف گھنٹہ "عبادت رب تعلق مع اللہ" کے متعلق سوال و جواب کی نشست فرمائی۔ 8 بجے ناشتہ کا پروگرام ہوا۔ 9 بجے دوبارہ مذاکرہ کا پروگرام شروع کیا گیا۔ آج مذاکرہ کے موضوع میں شہادت علی الناس' دین کو دوسروں تک پہنچانے کی ذمہ داری پر سوال و جواب ہوئے اور مسلمانوں کی دینی ذمہ داریوں پر گفت و شنید ہوئی۔ نیز مذاکرہ میں اس بات کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا کہ یہ فریضہ انفرادی طور پر ادا نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ جماعتی زندگی اختیار کی جائے تاکہ یہ فریضہ بخوبی ادا کیا جا سکے۔

ظہرانہ و آرام کے بعد تمام رفقاء ہسپتال والی مسجد میں تشریف لے گئے۔ مسجد کے قرب و جوار میں پروگرام کے ہینڈ بلز تقسیم کئے گئے۔ نماز مغرب کے بعد رحمت اللہ بٹر صاحب نے سورۃ حج کی آیات کے حوالہ سے ایک بندہ مومن کی اخروی فلاح کے موضوع پر گفتگو فرمائی۔ آپ کا خطاب سوا گھنٹہ جاری رہا۔ دوران گفتگو آپ نے یہ بات بھی سامعین کے سامنے رکھی کہ ختم نبوت کے نتیجہ میں یہ کار رسالت کی ذمہ داری حضور اکرم ﷺ اپنے امتیوں کے ذمہ لگا گئے ہیں۔

اب یہ فریضہ شہادت علی الناس کی ذمہ داری ہم مسلمانوں کی ہے۔ خطاب کے بعد تمام رفقاء دوبارہ مرکز تشریف لائے۔

28 نومبر 2004 بروز اتوار: نماز فجر کے بعد اشرف وصی صاحب نے اذکار مسنونہ کے ذریعہ تعلق مع اللہ کو مضبوط و پیدا کرنے پر گفتگو فرمائی اور اس کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ رحمت اللہ بٹر صاحب نے جامع مسجد مدنی شرقی کالونی میں نماز فجر کے بعد خطاب فرمایا۔

ناشتہ و آرام کے بعد 9 بجے دوبارہ مذاکرہ شروع ہوا۔ آج کے دن موصوف اشرف وصی صاحب نے منہج انقلاب نبویؐ کے مراحل' دنیا میں آنے والے انقلابات کے متعلق سوال و جواب کا سلسلہ جاری رکھا اور یہ بات واضح کی کہ آج کے دور میں ایک اسلامی ریاست کا قیام کس طرح ممکن ہے۔ اس کے لئے کس طرح کی جماعت تیار کرنا ہوگی اور کارکنان کی تربیت کس نہج پر کی جائے گی۔ ظہر تک یہ پروگرام جاری رہا۔

ظہرانہ و آرام کے بعد نماز عصر پڑھ کر تمام رفقاء ماڈل سکول کی مسجد خضریٰ میں تشریف لے گئے۔ نماز مغرب کے بعد جناب رحمت اللہ بٹر صاحب نے اقامتِ دین اور سورۃ الحدید کی آیت نمبر 25 کے حوالہ سے رسول و انبیاء کو دنیا میں بھیجے جانے کے مقصد پر سوا گھنٹہ خطاب فرمایا۔ دوران خطاب آپ نے دین و مذہب کا فرق بھی واضح فرمایا اور فریضہ اقامتِ دین پر نہایت عمدگی سے احسن طور پر خطاب فرمایا۔ تمام شرکاء نے خطاب کو بہت پسند فرمایا۔

شرکاء کی حاضری 50 سے 60 افراد کے لگ بھگ تھی۔ یوں یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ خطاب کے بعد امیر تنظیم وہاڑی جناب راؤ محمد جمیل صاحب نے تمام شرکاء کا شکریہ ادا کیا اور مختصر الفاظ میں تنظیم کا تعارف سامنے رکھا اور اس تنظیم میں شمولت کی دعوت دی اور بیعت فارم بھی دیئے۔

ان تین دن کے پروگراموں میں تمام رفقاء نے بھرپور شرکت کی۔ کھانا و چائے پلانے کی ذمہ داری جناب محمد حسن انجم صاحب نے باحسن خوبی ادا کی اور بروقت انتظام فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی کاوشوں کو شرف قبولیت سے نوازے اور ہماری فروگذاشتوں سے درگزر فرمائے۔ آمین

(مرتب: شوکت حسین' معتمد حلقہ جنوبی پنجاب)

ماہر القادری

عزم و عمل

اسلام کا پرچم نہ جھکا ہے نہ جھکے گا
پھونکوں سے یہ فانوس بجھا ہے نہ بجھے گا
ایمان کی خاموش زبانی پہ نہ جانا
یہ شعلۂ بے باک دبا ہے نہ دبے گا
کیا لشکرِ اسلام کو اندیشۂ کثرت
خاشاک سے طوفان رکا ہے نہ رکے گا
سیلاب حوادث ہی نہ کیوں سر سے گزر جائے
دامان محمدؐ تو چھٹا ہے نہ چھٹے گا
ہے عرصۂ ہستی میں عمل ہی سے تو سب کچھ!
باتوں سے کوئی کام بنا ہے نہ بنے گا
باطل جو صداقت سے الجھتا ہے تو الجھے
ذروں سے یہ خورشید چھپا ہے نہ چھپے گا
جز ذات خداوند کہ ہے دائم و باقی
دنیا میں سدا کوئی رہا ہے نہ رہے گا

(انتخاب: قاضی عبدالقادر)

having support, and their posture exposes them to danger. David Duke is an example. Former representative in the Louisiana House, and candidate for U.S. Senate was put in jail for some what he colleagues claim were cooked up charges.[62] They can be accused of treason, taken to court, prevented from writing and working and harassed in various ways.

As long as they are operating as isolated individuals, this is a weakness. But in connection with support and a movement, it becomes an asset, in the sense that—like other liberation and civil rights movements — some individuals are prepared to risk jail, to serve as heroes, role models, and leaders.

The other handicap most of the reformists face in the West that they are lumped together with those who have been telling stories about flying saucers etc and labeled together as "conspiracy theorists" by the so-called mainstream media. This apparently is an easy way to cover up the truth. However 9/11 have given a totally different perspective to the reformists struggle against the ruling elites. They do not base their argument in vague ideas, stories and smoke. They have hard evidence. They don't do anything except putting the footage taken by CNN and others on slow motion and ask the right questions.

WHAT TO DO

The problem of neo-conic totalitarianism — its manifestations, its underlying causes, and its propensity to meld with other social and political conflicts — makes this an extremely complex issue. There is no one correct approach or response, and there certainly is not one identifiable "fix" particularly in the absence of an alternative model for human governance. Even the reformists have no solid system to offer. Their force is on identifying problem and crimes of the empire and putting guilt of the responsible individuals and organizations in proper perspective. What is called for is a mixed approach that rests on firm and decisive commitment to the fundamental American values of freedom, justice and equality.

This approach seeks to strengthen and foster the development of solid opposition to the creeping tyranny. In the post 9/11 environment, American have the opportunity to forge alliances in the name of public investigations, public hearings, inquiries and other joint forums. It provides them opportunity for interaction and necessary flexibility to deal with different settings appropriately. It reduces the danger of unintended negative effects of their struggle to unearth roots of the parasitic system. The following outline describes what such a strategy might look like:

Support the reformists first, promoting their research about 9/11 in particular by providing them with a broad platform to articulate and disseminate their findings. 9/11 has become the Achilles' heel of the overt and covert neo-cons who have been ruling and maintaining the status quo for so long. They, not the covert neo-cons, should be cultivated and publicly presented as the face of contemporary America.

Support findings of the reformists who are still under the influence of "mainstream media" but support their conclusions on a case-by-case basis.

Encourage institutions and programs that promote international harmony, respect of others' way of life and right to live independent live without the influence of a globo-cop.

Expose hypocrisy and double standards of the "mainstream media" which has already lost its grip due to the force of internet. It would never have aired pictures of Abu Ghraib provided it was confident enough that these evidence of these atrocities would spread like wild fire if it fell in the hands of alternative media.

Back the alternative media-source, which are fast becoming the real mainstream and keep them viable against the so-called mainstream media. The world still have time to take advantage before the neo-con totalitarians slap some unprecedented kind of restrictions on internet when they see their fig leaves falling apart and the truth going totally out of control to hide.

Finally, oppose the Zionist-neo-cons alliance energetically by striking at vulnerabilities in their fake claims for human rights, democracy and human right, exposing things that neither the tyro idealists nor the consummate neo-cons can afford to go public: their lies, their deception, their brutality, their ignorance, the bias and manifest errors in their application of foreign policy, and their inability to lead and govern.

Some additional, more-direct activities will be necessary to support this overall approach, such as the following:

Help break the Zionists and neo-cons monopoly on defining the values for which to kill thousands of Americans and other lives.

Promote books, other work and web sites by reformists in the US.

Use popular regional media, such as radio, to introduce research work and thoughts of reformist Americans to broaden the international view of what is actually happening in the US.

تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو قرآن کو سیکھیں اور سکھائیں (القرآن)

شعبہ سمع و بصر کی ایک اور پیشکش

Qtv کا مقبول ترین پروگرام

بیان القرآن DVDs

بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کا

ترجمہ قرآن اب DVD میں دستیاب ہے

بہترین آڈیو اور ویڈیو کوالٹی

تعداد DVDs = 27 (چار گھنٹے فی DVD)

قیمت = -/3200 روپے تعارفی قیمت = -/3000 روپے

مکتبہ خدام القرآن

قرآن اکیڈمی 36 کے ماڈل ٹاؤن لاہور فون: 03-5869501 فیکس: 5834000

ویب سائیٹ: www.tanzeem.org ای میل: maktaba@tanzeem.org

Vol: 13 Regd. No. LRL -50 No. 46

Weekly Nida-e-Khilafat Lahore

View Point

Abid Ullah Jan
(e-mail: abidjan@tanzeem.org)

The war within America V

Conclusion

Although the governments which are allied with Washington are taking the internal complexities of the US for granted and although they appear to believe that "terrorists" would be appeased if they opposed Washington and seem to accept and honor Islam as a religion and way of life, but the US is not going to remain the way we see it today. Bruce Bartlett, a domestic policy adviser to Ronald Reagan and a treasury official for the first President Bush, told recently that "if Bush wins, there will be a civil war in the Republican Party starting on Nov. 3. " The nature of that conflict, as Bartlett sees it? Essentially, the same as the one raging across much of the world: a battle between modernists and fundamentalists, pragmatists and true believers, reason and religion."[60] Not to speak of the wider schism and the undoing to Washington's tyrannical grip over the Americans. Interestingly the report about possible civil war in the Republican party is coming from the main opinion making source in the US: the New York Times (Ron Suskind, "Without a Doubt," October 17.).

The New York Times has been on the forefront of promoting a war within Islam, but it did not realize that the US is not immune to a war within America despite all that a few are doing to the vast majority of Americans and the rest of the world. It is time for Washington's Allies and the rest of the world to get prepared for the upcoming changes in the US and subsequent local backlash.

Weakening Credibility

Accommodating neo-cons to an excessive degree have weakened credibility and moral persuasiveness of Washington's allies. An uncritical alliance with Bush-the-neocon and Co. is nothing short of clear misunderstanding, appeasement and fear.

The submissive posture adopted by allied politicians and others leads American audiences, which believe in true liberty and freedom, to conclude that the world is in retreat and has gone soft in the face of tyranny.

Some voices from the American camp are already challenging concepts basic to ideas of self-proclaimed crusaders, such as the universality of human rights and democracy. They are declaring them to be a invention of globalists for using them as cover for their crimes. [61]

Suspending justice an fair play on the part of allies in the hopes of pleasing Washington is a risky business, particularly if they expect the justice and respect of international law and norms in return.

Undermining Reforms

Accommodating neo-cons ideology for dominating the world and transforming the Muslim world can undermine reform trends in the US. Over-endorsing neo-cons ideology is interference in the Americans ongoing internal struggle for freedom and reform effort within the US. De facto, the outside world's ignoring the facts which the reformist unearth after diligent research further disadvantages the reformers in the US who truly believe in justice, peace, co-existence and international cooperation.

THE REFORMISTS

The American reformists' vision matches that of what majority of the world believes. Of all the groups, this one is most congenial to the values and the spirit of human decency. Justice and equal rights is what worked for the successful government mechanisms. This included the necessity to depart from, modify, and ignore elements that transform countries into tyrannies and absolute empires that totally disregard rights of its subjects at home and those of others abroad. The way the business is conducted in Washington is hardly different from what happened in Egypt, Rome or Berlin, endorsing conduct and practicing rules and values that are literally unthinkable, not to mention illegal, in today's society.

This does not pose a problem because few people have the ability to penetrate the seeming prosperity and technological advancement to see the misery on the ground in the US. Furthermore, many consider themselves immune to what the US is doing abroad to other nations. Instead, they allow their vision of benign and well-developed America to dominate over its barbarism, which they regard as its reaction to what is done to it by "terrorists." That is exactly the myth which the reformists are shattering.

There are definite indications that change can be effected in the US provided every word of the neo-cons dominated administrations and so-called mainstream media is not taken for the face value. After all reformists with alternative ideas and all those who believe in them are not a bunch of lunatics.

Reformers have credible voices

Reformers have many potential truth-telling leaders and voices, individuals who combine unimpeachable scholarly credentials, former public representatives, officials from FBI and CIA and thorough knowledge of the US governing mechanism and foreign policy. References given in this document will lead reader to many such personalities. Some are prominent in their local communities or in academic circles.

Weaknesses of the Reformists

On research and presentation of their findings grounds, the reformists in the US are the most credible vehicle for transforming the US into a law abiding, civilized country, but in the current reality, they operate under a number of handicaps that significantly reduce their effectiveness.

Their most basic handicap, which underlies most of the others, is financial. One often see request for donations on different web-sites which are providing the Americans alternative views and news. Of course, people behind such efforts need financial resources because one cannot devote their lives to such an intensive research work and its publication without any finances involved.

Powerful forces stand behind the covert neo-cons in the so-called mainstream media, which in itself is an extension of the corporate world. The ruling elite provide them with enormous resources: money, infrastructure, media and access to other popular platforms, control over educational and welfare institutions, etc.

More importantly, they have a captive audience through streaming cables right into public living rooms, schools, and offices. Both overt and covert neo-cons have their own publishing houses, radio and TV stations, schools, newspapers, etc. Reformists have very little comparable.

The second handicap is political. Reformists living in a neo-con dominated environment are politically active but they are far from